Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھُوَ الَّذِیٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۴ — ۳۰ ذو الحجہ ۱۳۵۳ سنہ ھ — قاضی محمد ظہور الدین اکمل ایڈیٹر — ۵ اپریل ۱۹۳۵ سنہ ع — جلد ۳۴

فہرست مضامین

مباحثہ نیروبی
مناظرہ بر مسئلہ حیات مسیحؑ ۱۱۷/۱۴۸
مابین شیخ مبارک احمد صاحب مولوی فاضل (احمدی) سائیں لال حسین صاحب اختر وکیل غیر احمدی

مدارج قرآن وحدیث ۱۴۹/۱۵۶
مولانا چوہدری محمد شریف صاحب مولوی فاضل

اندرون ہند سے تین روپے سالانہ — مقصد قر طلباء اور غیر احمدیوں سے ۲ — بیرون ہند سے تین روپے ۸ سالانہ

بخدمت جملہ معتمدین و امراء جماعتہائے احمدیہ

برادران کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ میں آپکی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپیل کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں جو حضورؑ نے ریویو آف ریلیجنز کے متعلق ان ایام میں فرمائی جب جماعت کی تعداد چالیس پچاس ہزار تھی۔ حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا۔ کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دُور کرکے دنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا۔ پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہی اغراض کے پورا کرنیکے لئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنیکے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہو گیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے میں پورے زور کے ساتھ جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کیلئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اردو انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس راہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کیلئے ہمت کرو۔ خدا تمہارے دل میں القاء کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے۔"

اب خیال فرمایئے کہ جب ان ایام میں جماعت احمدیہ کا فرض ملّی تھا کہ ریویو کیلئے کم از کم دس ہزار خریدار بہم پہنچائیں تو اب جبکہ جماعت کے افراد کی تعداد بفضلہٖ کئی لاکھ ہے۔ کیا ہمارے لئے یہ غور کی بات نہیں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کی تعداد چند سو ہو۔ اور ایک ہزار بھی نہ ہو۔ پس میں آپ سے باصرار مطالبہ کرتا ہوں کہ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں سعی بلیغ فرما کر ایک مہینے کے اندر اندر پانسو مزید خریدار مہیا فرمائیں تاکہ اردو ریویو آف ریلیجنز کا خرچ طباعت چل سکے ورنہ رسالہ کا جاری رہنا جبکہ اس پر ڈھائی ہزار قرض ہے آئندہ محال ہو جائیگا +

بقایا داران اپنا اپنا حساب صاف کریں۔ جن خریداروں نے فروری کا رسالہ وی پی وصول نہیں کیا وہ بذریعہ منی آرڈر چندہ بھیج کر ممنون فرمائیں +

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مباحثہ نیروبی (افریقہ)

پہلا مناظرہ بر مسئلہ حیات مسیحؑ

مُدّعی

سائیں لال حسین اختر سُنّی

سائیں صاحب نے کہا:-

میرا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم آسمان پر زندہ جسم خاکی کے ساتھ موجود ہیں - اور وہی دوبارہ آئیں گے - مرزا صاحب کہتے ہیں وہ مسیح میں ہوں - چونکہ محمدی بیگم سے ان کا نکاح نہیں ہُوا لہٰذا ثابت ہُوا کہ آنیوالا تا حال آسمان پر موجود ہے - اور میرا دعویٰ سچا ہے -

مُدّعا علیہ

شیخ مبارک احمد صاحب احمدی مولوی فاضل

حضرات اس وقت بحث اس مضمون پر ہے کہ کیا واقعہ میں حضرت مسیح ابن مریم جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے - اور وہ اس وقت تک زندہ موجود ہیں ؟ آپنے میرے مدِّ مقابل کی تقریر کو سُن لیا ہے کیا ایک بھی دلیل قرآن مجید یا حدیث میں سے انہوں نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کی ہے - جس میں لکھا ہے کہ مسیحؑ آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ اُٹھائے گئے اور وہ زندہ موجود ہیں - اِدھر اُدھر کی باتوں سے وقت کو ٹالنے کی کوشش کی ہے - آپ غور فرمائیں کہ یہ بھی کوئی دلیل ہے کہ چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کا محمدی بیگم سے نکاح نہیں ہُوا - اس لئے ثابت ہُوا کہ آنیوالا مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے - اس دلیل میں سے وہ کونسا لفظ ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح ابن مریم جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے -

باقی رہا یہ کہ محمدی بیگم کا نکاح نہ ہُوا تو یہ ایک شرطی معاملہ تھا - جہاں تک شرط کا تعلق تھا اور جس رنگ میں خدا کے علم میں اس کو پورا ہونا تھا وہ پیشگوئی پوری ہو گئی - مولوی لال حسین اس پیشگوئی کو صداقت مسیح موعودؑ کے مناظرہ میں جو کل دوپہر کو ہونے والا ہے پیش کر سکتے ہیں - اس وقت تفصیلی جواب دیا جائیگا - انشاء اللہ تعالیٰ - موجودہ بحث کے ساتھ اس کا چونکہ کوئی تعلق نہیں - شرائط مناظرہ کی رُو سے میرے مدِّ مقابل کا یہ فرض ہے کہ وہ قرآن مجید سے بتائیں کہ خدا نے مسیحؑ کو آسمان پر جسم خاکی سے اُٹھا لیا اور وہ اب تک زندہ موجود ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن عباس کی حدیث میں "من السماء" کے الفاظ آئے ہیں کہ مسیح آسمان سے اُتریگا۔ یہ ایسی زبردست حدیث ہے کہ مرزا صاحب سے کوئی جواب نہ بن پڑا انہوں نے اس حدیث کو اپنی کتاب حمامۃ البشریٰ میں نقل کیا ہے مگر خیانت یہ کی کہ من السماء کے الفاظ حذف کر دیئے۔

پہلے حضرت مسیح ابن مریم کا آسمان پر اس جسم خاکی کے ساتھ جانا اور ان کا زندہ ہونا تو ثابت کرو۔ پھر ان کے اُترنے کے متعلق بھی غور کر لیا جائیگا۔ اصل بات یہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیث صحیح سے تم کوئی ایسی دلیل نہیں پیش کر سکتے۔ جس میں یہ لکھا ہو کہ مسیحؑ آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ زندہ موجود ہیں۔

باقی رہا یہ کہ ابن عباس کی حدیث میں من السماء کے الفاظ تھے اور حضرت مرزا صاحبؑ نے انہیں عمداً حذف کر دیا۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ اگر من السماء کے الفاظ کو عمداً حذف کیا گیا تھا تو پھر اسی کتاب میں اس حدیث کے درج کرنے کے بعد جو حضورؑ استدلال کر رہے ہیں اس میں من السماء کا ذکر تک نہ کرتے۔ حالانکہ صاف موجود ہے۔ اور من السماء کے الفاظ سے ہی در اصل استدلال کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چلا گیا اور وہاں زندہ موجود ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر گیا ہے تو پھر تو اس حدیث سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ وہ جسم خاکی کے ساتھ ہی اُتریگے۔ لیکن جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ مسیحؑ اپنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر گئے ہیں اس وقت تک یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ وہی مسیحؑ اُتریگے۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے بھی آسمان سے اُترنے کا انکار نہیں کیا چنانچہ آپؑ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۴۲۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اسی وجہ سے اس کے حق میں نبی معصوم کی پیشگوئی میں یہ الفاظ آئے کہ وہ آسمان سے اُتریگا۔" پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۰۹ پر فرمایا "الا یعلمون ان المسیح ینزل من السماء" کیا میرے مخالفوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ حضرت مسیحؑ آسمان سے نازل ہونگے۔ ان الفاظ کی موجودگی میں حضورؑ پر خیانت کا الزام لگانا کسی شریف آدمی کا کام نہیں ہو سکتا۔ اگر خیانت ہی مقصود ہوتی تو آپ حمامۃ البشریٰ میں نہ ان الفاظ سے استدلال کرتے اور نہ ہی دوسری کتب میں بیان فرماتے۔ لیکن آپؑ کا ان الفاظ کو استدلال میں لانا اور دوسری کتب میں بیان کرنا ثبوت ہے اس امر کا کہ آپؑ نے حمامۃ البشریٰ میں عمداً ان الفاظ کو نہیں چھوڑا۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ حضور علیہ السلام اس مفہوم کے انکاری ہیں جو غیر احمدیوں کی طرف سے مسیحؑ کے آسمان سے اُترنے کے بارے میں پیش کیا جاتا ہے۔ اور یہی حمامۃ البشریٰ جو آپ اپنی تائید میں پیش کر رہے ہیں اس میں واضح طور پر حضورؑ نے مسیحؑ کی وفات کو بیان کیا ہے۔ پس جبکہ آپؑ نے مسیح کی وفات کو بھی مدلل طور پر اس کتاب میں لکھا ہے تو پھر اس کتاب کو اپنی تائید میں پیش کرنا کسی عقلمند کا کام نہیں ہو سکتا اور اپنی کتاب ازالہ اوہام میں حضرت مسیحؑ کی وفات کو ثابت کرنیکے علاوہ آسمان سے اُترنے کا مفہوم بھی بیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے لکھا "آسمان سے اُترنا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ سچ مچ خاکی وجود آسمان سے اُترے (ازالۂ اوہام) ایڈیشن صفحہ) بلکہ مثالی اور ظلی طور پر اُترنا مراد ہے۔ ابتدائے آفرینش سے آج تک اس طور سے مقدس لوگ آسمان سے اُترتے رہے ہیں۔ .... آدم کا جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اُترنا اب تک کسی نے مشاہدہ نہیں کیا" صفحہ ۱۴۲۔

سوال تو یہ ہے کہ کیا مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر گئے۔ اور کیا وہاں زندہ موجود ہیں۔ اور یہی تمھارا دعویٰ ہے جس کے اثبات کے لئے تم کھڑے ہو۔ اسے کسی قرآنی آیت اور حدیث سے ثابت کرو۔

لُطف تو تب ہے کہ کسی صحیح حدیث سے "من السماء" نکالو۔ اور پھر حضور علیہ السّلام پر خیانت کا الزام لگاؤ۔

احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ناصری دمشق میں منارۃ البیضاء پر اُتریں گے مرزا صاحب چونکہ وہاں نہیں اُترے۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ اُترنے والا تاحال آسمان پر ہی ہے۔

غالباً آپ نے اس مجمع کو بے وقوفوں کا مجمع سمجھا ہوگا۔ مَیں تو خدا کے فضل سے ان کو سمجھدار اور عقلمند سمجھتا ہوں کسی بے وقوف دنیا میں ہوتے تو شاید آپ کا داؤ چل جاتا مگر خدا کے لئے ان عقلمندوں کو دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرو۔ اے بھائیو! سوچو کہ دعویٰ تو مولوی لال حسین نے یہ کیا تھا کہ مَیں قرآن و حدیث سے یہ ثابت کرونگا کہ حضرت مسیح جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے اور اسوقت تک آسمان پر موجود ہیں لیکن کیا ایک دلیل بھی انہوں نے پیش کی جس میں یہ لکھا ہو کہ مسیح آسمان پر اُٹھائے گئے۔ یہاں تو یہ سوال ہی نہیں کہ اُترنے والے کو دمشق کے منارہ پر اُترنا تھا اور حضرت مرزا صاحب وہاں نہ اُترے۔ جب حضرت مرزا صاحب کی صداقت پر مناظرہ ہوگا اس وقت اسے پیش کرنا۔ کیا یہ مضحکہ خیز دلائل ان لوگوں کی تسلّی کر سکتے ہیں۔ اور کیا ان سے تمہارا دعویٰ ثابت ہو سکتا ہے۔ ابھی مولوی لال حسین نے ابن عباس کی روایت پیش کی تھی جسکے الفاظ یہ ہیں کہ ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء علیٰ جبل افیق۔ یعنی عیسیٰ ابن مریم افیق پہاڑ پر نازل ہوگا۔ اور جبل افیق دمشق سے قریباً ساٹھ میل جنوب کی طرف واقع ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ وہ جبل افیق پر نازل ہونگے یا منارۃ البیضاء دمشق پر۔ تمھاری ہی دونو پیش کردہ حدیثیں ہیں۔ کس کو غلط قرار دیتے ہو اور کس کو صحیح۔

میرا تم سے پھر یہ مطالبہ ہے کہ تم اپنے دعویٰ کے الفاظ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے قرآن مجید اور کسی حدیث صحیح سے یہ ثابت کرو کہ مسیح آسمان پر زندہ جسم خاکی کے ساتھ موجود ہیں۔ ورنہ اس ننگ اسلام عقیدہ سے باز آجاؤ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ جسم خاکی کے ساتھ موجود ہیں یہ میرا ہی دعویٰ نہیں۔ بلکہ مرزا صاحب کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ دیکھو براہین احمدیہ میں کس شدّ و مدّ سے یہ عقیدہ لکھا ہے۔

دیکھو بھائیو! کس شدّ و مدّ سے قرآن مجید سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف مُنہ کر کے نماز پڑھتے رہے۔ اور پھر کس شدّ و مدّ سے یہ ثابت ہے۔ کہ ۴۰ برس سے پہلے حضورؐ کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ آپؐ نبی ہیں۔ اور پھر کس شدّ و مدّ سے سنہ ۵ ہجری سے قبل آپ اپنے آپ کو خاتم النبیین بھی نہ کہتے تھے۔ بعد میں آپؐ نے خاتم النبیین ہونے کا اعلان کیا۔ ۴۰ برس کی عمر کے بعد دعویٰ نبوّت کیا۔ ایک عرصہ کے بعد کعبۃ اللہ کی طرف رُخ کیا۔ اب کیا ان تمام باتوں سے یہ سمجھا جائے۔ کہ آپؐ نہ نبی ہیں۔ اور نہ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ قبلہ بیت المقدس قرار دیا جائے۔ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک عرصہ تک ان باتوں پر کاربند رہے۔ کیا دنیا کا کوئی عقل مند انسان ان باتوں کو مسلمانوں کے سامنے بطور حُجّت کے پیش کریگا۔ اور جو اعتراض کریگا وہ "سیقول السفہاء" کے گروہ میں شمار ہوگا۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ سے دامن وابستہ کرنے والے تمام دنیا پر فضیلت دیتے ہیں۔ اور افضل الانبیاء سمجھتے ہیں۔ کوئی مولوی لال حسین جیسا عقل کا پُتلا اگر کہدے کہ دیکھو حدیث میں لکھا ہے "من قال انا خیر من یونس بن متّی فقد کذب" اور اسی طرح آپ نے خیر البشر حضرت ابراہیمؑ کو قرار دیا۔ اور تم ان کی فضیلت کا شور مچا رہے ہو۔ جو اس کا جواب مولوی لال حسین ایسے بے وقوف کو دینگے وہی جواب میری طرف سے مولوی لال حسین سمجھ لیں۔

دوم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے واضح الفاظ میں یہ بتا دیا ہے کہ لوگوں کے لئے میرا وہ عقیدہ جو براہین احمدیہ میں درج ہے حُجّت نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی وہ عقیدہ مَیں نے الہام اور وحی کی بناء پر لکھا ہے۔ آپؑ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"اے نادانو! اپنی عاقبت کیوں خراب کرتے ہو۔ اس اقرار میں کہاں لکھا ہے کہ یہ خدا کی وحی سے بیان کرتا ہوں اور مجھے کب اس بات کا دعویٰ ہے کہ مَیں عالم الغیب ہوں۔ جب تک خدا نے اس طرف توجہ نہ دی اور بار بار نہ سمجھایا کہ تُو مسیح موعود ہے اور عیسیٰ فوت ہو گیا تب تک مَیں اس عقیدہ پر قائم تھا جو تم لوگوں کا عقیدہ ہے اس وجہ سے کمال سادگی سے مَیں نے حضرت مسیحؑ کے دوبارہ آنے کی نسبت براہین میں لکھا ہے۔ جب خدا نے مجھ پر اصل حقیقت کھول دی تو مَیں اس عقیدہ سے باز آگیا" (اعجاز احمدی ص۶)

اور پھر اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھا:۔

"مَیں نے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ ہو۔ وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا محض رسمی تھا مخالفوں کیلئے قابل استناد نہیں۔" (ص۴۷ ایڈیشن ششم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اچھا اگر تم حضرت مسیح موعودؑ کے لکھنے پر مسیحؑ کو زندہ سمجھتے تھے تو کیا اب حضورؑ کے صاف طور پر اعلان کر دینے سے کہ وہ مر چکا ہے مسیحؑ کی وفات تسلیم کرنے کیلئے تیار ہو؟ نیز یہ بھی بتاؤ کہ کیا تم نے مسیح کو اس لئے زندہ سمجھا ہوا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے یا کسی اور دلیل کی وجہ سے؟ اور اگر کسی اور دلیل مثلاً قرآن و حدیث کی وجہ سے تو وہ آیت یا حدیث پیش کرو جس میں لکھا ہو کہ مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہے۔

مرزا صاحب نہ صرف حضرت مسیح کو ہی آسمان پر زندہ مانتے تھے بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے متعلق بھی ان کا یہی عقیدہ تھا۔

مولوی لال حسین اپنی طبیعت کی وجہ سے مجبور ہیں۔ ادھر ادھر کی باتوں سے وقت کو ضائع کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب! یہ عقلمندوں کی مجلس ہے۔ یہ کیا کہیں گے کہ دعویٰ تو مولوی لال حسین نے یہ کیا تھا کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہے۔ اور دلیل یہ دے رہے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ چہ خوب! مسیحؑ اور موسیٰؑ الگ الگ شخص ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ دھوکہ لگ جائے۔ آپ کے دعویٰ کے الفاظ میں نے لکھ کر رکھے ہیں جن میں صاف "مسیحؑ" کا لفظ ہے نہ کہ موسیٰؑ کا۔ اور پھر یہودیانہ تحریف کرنا سب آپکا ہی کام ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے جہاں موسیٰ کی زندگی کے متعلق لکھا ہے۔ اُس کے آگے آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مارنا ایک ثابت۔ دائم الوقوع اور خدا تعالیٰ کی قدیم سُنّتوں میں داخل ہے۔ اور کوئی نبی ایسا نہیں جو فوت نہ ہُوا ہو۔ اور حضرت عیسیٰؑ سے پہلے جو نبی آئے وہ فوت ہو چکے ہیں۔" (نور الحق صہ ۵۱)

اور پھر حضرت موسیٰؑ کی زندگی سے اُن کی روحانی زندگی مراد ہے۔ اور یہاں پر بحث روحانی زندگی کی نہیں کی جا رہی۔ بلکہ جسمانی زندگی کی ہے جو تم محض حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو ہی دیتے ہو۔ اگر حضرت مسیحؑ کی روحانی زندگی کا استدلال کرنا چاہتے ہو تو پھر فیصلہ ہو گیا۔ اس میں تو ہمیں بھی اختلاف نہیں اور یہی ہم کہتے ہیں کہ وہ اُسی طرح پر روحانی زندہ ہیں جیسے موسیٰؑ ابراہیمؑ۔ اور حضرت رسول کریمؐ اور باقی انبیاء مرنے کے بعد روحانی طور پر زندہ ہیں۔

حدیث والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم واما مکم منکم واضح طور پر خبر دے رہی ہے حضور نے اسے موکد بہ حلف بیان کیا ہے۔ حضور کا قسم کھانا

عجیب بات ہے دعویٰ آپ کچھ کرتے ہیں اور دلیلیں کچھ۔ مولوی لال حسین نے ایک اصول بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتاب حمامۃ البشریٰ سے ایک حوالہ پیش کر کے اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی اس بات پر کافی شہادت ہے پیشگوئی اپنی ظاہری الفاظ میں پوری ہوگی۔ اور ابن مریم کے سوا کوئی دوسرا شخص نہیں آسکتا دیکھو مرزا صاحب بھی ہمارے اس اصول کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اور حمامۃ البشریٰ میں لکھتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے ارشاد میں کب تخلف ہو سکتا ہے جو وحی الٰہی سے اور موکد بہ حلف ہو۔ اور قسم صاف بتاتی ہے کہ یہ خبر ظاہری معنوں پر محمول ہے۔ نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ استثناء ورنہ قسم میں کون سا فائدہ ہے۔

اصول کو پختہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ خود ہی اس اصول پر کاربند نہیں ہیں۔ حدیث کے الفاظ سے جو ظاہری مفہوم ہے وہ یہ ہے کہ "ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور وہ تم ہی میں سے تمہارا امام ہوگا" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جس ابن مریم کے آنیکا آنحضرت صلعم نے وعدہ کیا ہے وہ اُمت محمدیہ میں سے ہے نہ کہ بنی اسرائیل میں سے۔ لیکن تم کہتے ہو کہ وہ بنی اسرائیل سے ہوگا۔ قسم کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ظاہر پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ تم نے خود اقرار کیا ہے۔ تو پھر تو ابن مریم کو اُمت محمدیہ میں سے پیدا ہونا چاہیئے۔ لیکن خود ہی ایک اصول بناتے ہو اور خود ہی اس کو توڑتے ہو۔ اب جرأت ہے تو اعلان کردو کہ ابن مریم جس کا اس حدیث میں وعدہ ہے وہ بنی اسرائیل میں سے نہیں بلکہ اُمت محمدیہ میں سے ہوگا۔

اور پھر اس اصول کے مطابق یہ بھی ماننا ہوگا کہ وہ ابن مریم صحابہؓ میں نازل ہوگا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ صحابہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اور قسم جس پر ہو اُسے ظاہر پر ہی حمل کرنا ہوگا اور پھر یہ بھی کہ وہ صحابہ کا امام ہوگا۔ ابن مریم کے لفظ کو تو پکڑ بیٹھے۔ لیکن باقی ساری حدیث کو ہضم ہی کر گئے۔ ایسے ہی وقت پر کہا کرتے ہیں کہ مچھر تو چھانتے ہو اور ہاتھی نگل جاتے ہو۔

یہ واضح ہے کہ ابن مریمؑ نہ صحابہؓ میں اُترا اور نہ ہی اُن کا امام ہُوا۔ اور تم نے پھر جو تاویل کی وہ بھی ایسی کہ جس سے اسلام کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو فرمایا وہ بالکل صحیح ہے۔ کہ ایسی خبر قسم سے بیان کی جائے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل نہ کرنی ہوگی مگر یہ تو اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ اس کے خلاف نہ ہوں۔ دوسرے مقام میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے:۔

"عبارت کا حق ہے کہ قبل وجود قرینہ اس کو ظاہر پر حمل کیا جائے۔ ورنہ یہودیوں کی طرح ایک تحریف ہوگی ..... تمام نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ کا یہ حق ہے کہ اُن کے معنے ظاہر عبارت کی رُو سے کئے جائیں اور ظاہر پر حکم کیا جائے۔ جب تک کہ قرینہ صارفہ پیدا نہ ہو اور بغیر قرینہ قویہ صارفہ ہرگز خلاف ظاہر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معنے نہ کئے جائیں۔" (تحفہ گولڑویہ ص۳۲)

پس ہم تو بغیر قرینہ صارفہ قویہ کے ہرگز ہرگز خلاف ظاہر معنے نہیں کرتے۔ چونکہ حضرت مسیح ناصری کی وفات کو قرآن مجید باواز بلند بتا رہا ہے۔ حدیث صحیحہ بھی مسیحؑ کی وفات ثابت کر رہی ہیں۔ عقل انسانی مسیحؑ کی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر دو ہزار برس کی زندگی باور نہیں کرتی۔ فلسفہ قدیمہ اس خیال کو دھکے دے رہا ہے۔ اور موجودہ سائنس اسے ایک بیہودہ خیال قرار دیتی ہے۔ اتنے زبردست قرینوں کی موجودگی میں بھی اس حدیث کو ظاہر پر حمل کروگے اور مسیح ابن مریمؑ کو جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اتاروگے۔ تم ایک ہی قرینہ پیش کردو جس کی وجہ سے اُسے ظاہر پر محمول کیا جائے۔

> حدیث میں لکھا ہے ینزل عیسی ابن مریم الی الارض (مشکوٰۃ) حضرت عیسیٰ زمین کی طرف نزول کرینگے۔ کیا صاف الفاظ نہیں ہیں جو ثابت کر رہے ہیں کہ وہ آسمان پر زندہ ہیں۔

مولوی صاحب! معزز سامعین جو یہاں بیٹھے ہیں وہ اسقدر نادان نہیں ہیں جتنا آپ ان کو سمجھ رہے ہیں۔ آپکو تو ثابت یہ کرنا ہے کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور ابتک زندہ موجود ہیں۔

بار بار آپ نزول کے لفظ سے یہ استدلال کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ وہ آسمان سے اُترینگے۔ لفظ نزول سے مراد آسمان سے جسم خاکی کے ساتھ اُترنا نہیں۔ اور اگر اس سے مراد آسمان سے ہی اُترنا ہے تو اس آیت میں قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اور نزول کا لفظ بھی آپ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ کیوں وہ معنے نہیں کرتے جو مسیحؑ کے متعلق نزول کے کرتے ہو۔

بھائیو! آپ غور کریں کہ ان لوگوں کو اسلام اور اس کے مقدس بانی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر بُغض و عداوت ہے۔ کہ آپ کے لئے نزول کا لفظ استعمال ہو تو اس کے معنے آسمان سے کرنا ان کیلئے حرام ہو جائے مگر جب یہی لفظ حضرت مسیحؑ کے متعلق استعمال ہو تو فرط محبت سے فوراً آسمان پر سے اُترنا مراد لے لیں ...... کیا یہی مسلمانی ہے؟ اور اسی کا نام اسلام کی نمائندگی ہے؟ افسوس! صد افسوس!! اور یہ آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے نہ اُترے تھے۔ مگر پھر بھی نزول کا لفظ استعمال کیا۔ اسی طرح قرآن مجید میں آتا ہے۔ انزل لکم من الانعام (زمر) تمھارے لئے چارپائے ہم اتارے۔ اے بھائیو! کسی نے آج تک دیکھا کہ گدھا۔ بیل۔ گائے۔ بھینس وغیرہ جانور آسمان سے اُترے ہوں۔ پھر قرآن میں ہے انزلنا الحدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ہم نے لوہا اُتارا۔ کیا کسی نے لوہا آسمان سے گرتا دیکھا۔ جس طرح مولوی لال حسین مسیحؑ کو آسمان سے جسم خاکی کے ساتھ اُتارنے کی کوشش کر رہے ہیں کہیں خداتعالیٰ نے اسی طرح پر لوہا کو آسمان سے اُتارنا شروع کر دیا تو پھر کسی کی خیر نہیں۔

پھر حدیث شریف میں دجّال کے متعلق بھی فرمایا ہے کہ وہ نازل ہوگا کیا دجّال بھی آسمان سے ہی اُتریگا؟ کچھ تو عقل سے خدارا کام لو۔ یہ عقلمند لوگ کیا کہیں گے۔ کیا ہندوستان سے یہی خلاف عقل باتیں انہیں بتانے کیلئے آئے تھے۔ عربی میں مسافر کو بھی نزیل کہتے ہیں۔ اب اگر مولوی لال حسین نزیل نیروبی لکھیں تو آئندہ سے یہ سمجھا جائیگا کہ آپ آسمان سے اُترے ہیں۔

حدیث میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ جب دُنیا میں واپس آکر فوت ہونگے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ میں دفن ہونگے۔ یدفن معی فی قبری کے الفاظ صاف ہیں

مرزا صاحب چونکہ وہاں دفن نہیں ہوئے لہٰذا ثابت ہُوا کہ دفن ہونے والا ابھی تک نہیں آیا۔

مولوی صاحب کوئی تو عقل کی بات کہیں۔ یہ احمقوں کی دنیا نہیں۔ یہاں سنجیدہ لوگ بیٹھے ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جن کے دلوں میں حضرت سرورِ کائنات ہاں ماہ مدنی کی محبّت پائی جاتی ہے۔ ان میں سے کون باغیرت مسلمان یہ برداشت کریگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو اکھیڑا جائے۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ حضورؐ کی قبر کو دشمنانِ اسلام نے اکھیڑنے کی کوشش کی تو حضورؐ کے عاشقوں نے آپؐ کے روضہ مبارک کی حفاظت کی۔ اور یا آپ جیسے مسلمان بھی پیدا ہو گئے ہیں جو اس فکر میں ہیں کہ کب مسیحؑ آسمان سے اُتریں اور حضورؐ پُرنور کی قبر کو اکھیڑیں۔ لوگ تو اپنے عزیزوں کی قبروں کی حفاظت کیا کرتے ہیں۔ اور تم یہ کرتوت کروگے۔ تمہاری غیرت و آنحضرتؐ کی محبّت اس بات کی اجازت دیگی؟

پھر قبر کے معنی مقبرہ کرکے اپنی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ صاحب! انکا لئے لُغت عرب سے کہ قبر بمعنی مقبرہ ہو۔ اور لیجئے مُنہ مانگا انعام۔ اور اگر مقبرہ تسلیم کرلیں تو وہاں چوتھی قبر کی جگہ نہیں۔ اور اگر ہوتی تو حضرت عائشہؓ خود وہاں دفن ہوتیں حضرت عمرؓ کو جب آپنے اجازت دی تو فرمایا کہ مَیں نے یہ اپنے لئے جگہ رکھی ہوئی تھی مگر اب تمہیں دیتی ہوں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے خواب دیکھا کہ اُن کے حجرے میں تین چاند گرے ہیں۔ چنانچہ جب شاہ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہُوا اور آپ وہاں دفن ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے اپنی بیٹی سے فرمایا کہ یہ پہلا چاند ہے اور سب سے بہتر۔ اور پھر اسکے بعد علی الترتیب حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ وہاں دفن ہوئے اور خواب پورا ہوگیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہا تمہارا یہ اعتراض کہ چونکہ حضرت عیسیٰ ابھی فوت نہ ہوئے تھے اس لیئے انہوں نے تین دیکھے۔ تو خواب جب دیکھا تو اسوقت تک کسی کی بھی وفات نہ ہوئی تھی۔

پھر آنحضرت صلعم کا یہ فرمان ہے کہ انا اول من ینشق عنه القبر کہ بوقت نشور سب سے پہلے میری قبر کھولی جائیگی۔ اگر حضرت مسیحؑ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن ہوں تو حضور پُرنور کی یہ خصوصیت زائل ہوتی ہے اور چودھویں صدی کے مسلمانوں سے اسکے سوا امید بھی کیا کی جا سکتی ہے کہ وہ حضورؐ کی خصوصیات کو زائل کرنے کے درپے ہوں۔

مزید براں یہ بھی قابل غور ہے کہ اگر مسیح تمہارے خیال کے مطابق اُتر بھی آئے تو اُسے تم ماننے کے نہیں جب تک کہ اپنی آنکھوں سے اس کو حضور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن ہوتا نہ دیکھ لو۔ اور اسوقت اگر مانو گے تو اس کا کیا فائدہ اور کیا بزبان حال مسیحؑ کی رُوح یہ نہ کہے گی ؎

پتھر پڑیں صنم ترے ایسے پیار پر ؛ مرنے کے بعد آئے ہمارے مزار پر

لیکن دعویٰ تو تمہارا یہ تھا کہ مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ بیٹھے ہیں کیا تمہارے اس دعویٰ کا ایک لفظ بھی اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے؟ یہ تو بعد میں دیکھا جائیگا کہ مسیحؑ کہاں مرینگے اور کہاں دفن ہونگے۔ ہم یہاں یہ بحث نہیں کر رہے کہ وہ کس جگہ دفن ہونگے۔ اور کس کی قبر میں انہیں ڈالا جائیگا۔ یہ سب لوگ سُن رہے ہیں کہ بحث اس امر پر نہیں ہو رہی۔ اگر تمہارے پاس کوئی دلیل ہے۔ تو اسے پیش کرو جو تمہارے دعویٰ کو ثابت کر سکے۔

نوٹ:۔ احمدی مبلّغ نے جب مولوی لال حسین کے دلائل کی تردید کرتے ہوئے پبلک کو بار بار متوجہ کیا اور ایسے الفاظ میں اُن سے اپیل کی جس کا کسی قدر نمونہ مندرجہ بالا جوابات میں آچکا ہے تو غیر احمدیوں کے صدر صاحب نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ عقلمندوں اور شرفاء پر احمدی مبلّغ کے ان اپیلنگ الفاظ کا اثر ہو رہا ہے اور مبلّغ کو کہنا شروع کیا کہ "آپ کا کوئی حق نہیں کہ آپ حاضرین کے جذبات سے اپیل کریں" احمدی مبلّغ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ صدر صاحب یہ کہاں لکھا ہے کہ میں لوگوں کے جذبات سے اپیل نہیں کر سکتا؟ نکالیئے شرائط کا کاغذ۔ اور پڑھیئے کہیں یہ لکھا ہے جس کا آپ مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یجمع امتی علی الضلالة یعنی میری اُمّت ضلالت پر ہرگز متفق نہ ہوگی۔ ساری اُمّت کا مسلّمہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ موجود ہیں اور یہ اُمّت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلّم تو فرماتے ہیں تفترق اُمّتی علیٰ ثلاثٍ وسبعین ملّة کلّهم فی النار الا ملّة واحدةً (ترمذی) میری اُمّت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائیگی اور وہ تمام کے تمام ناری ہونگے سوائے ایک فرقہ کے جو راستی پر ہوگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور خدا تعالیٰ کے فرمان "قلیل" یؤمنون اور قلیل من عبادی الشکور (ایمان لانے والے اور شکر گذار بندے تھوڑے ہوتے ہیں۔ اور وہ اسوقت احمدی جماعت ہے۔ ۷۲ فرقے ایک طرف اور جماعت احمدیہ ایک طرف۔ اس حدیث سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جمہور مسلمانوں کا جو عقیدہ ہوگا وہ درست نہ ہوگا تبھی تو ناری ہونگے اور چونکہ حیات مسیح کا عقیدہ جیسا کہ تم نے خود اقرار کیا ہے عام مسلمانوں کا ہے۔ اور جماعت احمدیہ اس کی قائل نہیں۔ اور باقی ۷۲ فرقوں کے مقابل میں صرف ایک فرقہ ہے۔ اس لئے عام مسلمانوں کا عقیدہ غلط ہؤا اور جماعت احمدیہ کا صحیح۔

اور یہ کہنا کہ ساری اُمّت کا مسلّم عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح زندہ ہیں اور اسی پر اجماع ہے۔ یہ بھی محض جھوٹ ہے۔ حضرت امام مالکؒ کے متعلق صاف لکھا ہے کہ وہ مسیحؑ کو مردہ خیال کرتے تھے:۔
"قال مالک مات عیسیٰ" (تکملہ مجمع البحار جلد اول صـ۲۸۶) امام مالک نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ امام ابو حنیفہ کا امام مالک سے انکار ثابت نہیں۔ امام احمدؒ اور امام شافعیؒ نے اس مسئلہ میں سکوت اختیار کرکے بتا دیا کہ ہم اس بارہ میں امام مالک کے ساتھ ہیں۔

اس کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تمام صحابہؓ کا اس بات پر اجماع ہؤا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی رسول بھی زندہ نہیں۔ بلکہ فوت ہوچکے ہیں اور اس دلیل نے ہی در اصل صحابہؓ کو تسکین دی اور انہوں نے یقین کیا کہ جب سب نبی فوت ہوچکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فوت ہونا کوئی عجیب بات نہیں۔ اور حضرت ابو بکرؓ کا خطبہ سُنکر تمام صحابہ کرامؓ خاموش ہوگئے۔ اور اگر حضرت عیسیٰؑ جسم خاکی سے زندہ ہوتے تو ضرور حضرت عمرؓ یا اور کوئی صحابی حضرت ابو بکرؓ سے کہتے کہ یہ آپ کیا کہ رہے ہیں۔ اگر حضرت مسیحؑ زندہ رہ سکتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیوں زندہ نہیں رہ سکتے مگر کسی صحابی نے بھی تو یہ نہ کہا۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حقیقتہً اُن کے نزدیک مسیح زندہ نہ تھے۔ مگر کس قدر جسارت ہے کہ تم اس عقیدہ کو اجماعی قرار دیتے ہو۔ حالانکہ اجماع تو اس کے برخلاف وفات مسیحؑ پر ہے۔ بخاری میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ پھر اس کے علاوہ وفات مسیحؑ پر ایک اور اجماع ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جب وفات ہوگئی تو بہت لوگ مرتد ہوگئے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ میں نبی تھے تو آپؐ کو فوت نہ ہونا چاہیئے تھا۔ بعض عقلمندوں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کیا تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت سے پہلے بھی کسی نبی کی نبوّت کو مانتے ہو؟ جواب میں مرتدین نے کہا کہ ہاں گذشتہ نبیوں کی نبوّت کے قائل ہیں۔ اس پر ان مرتدین سے پوچھا گیا کہ کیا یہ نبی زندہ ہیں یا مر چکے تو جواباً انہوں نے کہا کہ مر چکے ہیں۔ تو پھر ان سے کہا گیا کہ جب ان نبیوں کو فوت شدہ مانتے ہو اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کی نبوّت کے بھی قائل ہو تو کیوں آنحضرتؐ کی نبوّت کو نہیں مانتے (الفرقان ص۲۵) اس واقعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ لوگ بھی زندہ نہ سمجھتے تھے ورنہ یہ صاف کہتے کہ دیکھو حضرت مسیحؑ زندہ ہیں تو آنحضرتؐ کو بھی زندہ رہنا چاہیئے۔ مگر بجائے اس کے کہتے یہ ہیں کہ آنحضرتؐ سے پہلے تمام نبی فوت ہو گئے۔ تو یہ حیات مسیحؑ پر تو اجماع نہ رہا بلکہ وفات مسیحؑ پر ہو گیا۔ مگر آپ ہیں کہ دھوکہ دینے سے باز ہی نہیں آتے۔

نوٹ:۔ اس موقعہ پر غیر احمدیوں کے صدر نے احمدی مبلغ سے کہا کہ آپ بزرگوں اور اُمّت محمدیہ کے حوالہ جات متعلق وفات مسیحؑ شرائط کی رُو سے نہیں پیش کر سکتے۔ احمدی مبلغ نے جواباً کہا کہ "صدر صاحب! جس وقت مولوی لال حسین صاحب اُمّت محمدیہ کا مسلمہ عقیدہ اور اجماعی عقیدہ پیش کر رہے تھے کیا وہ شرائط کے مطابق یہ سب کچھ کر رہے تھے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو آپ نے اسوقت اپنے مولویصاحب کو کیوں نہ روکا؟ اور اب جبکہ میں اُس بات کا جواب دے رہا ہوں تو آپکو شرائط کا خیال آ گیا۔ یا آپکے مولویصاحب یہ کہدیں کہ اُمّت محمدیہ کا مسلمہ اور اجماعی عقیدہ یہ نہیں کہ مسیح زندہ ہے۔ اگر آپ کے مولوی صاحب یہ نہ کہتے تو میں بھی اس کا ردّ کر کے آپکو یہ تکلیف نہ دیتا۔

میرا مدِّ مقابل بار بار یہ کہتا ہے کہ میں قرآن نہیں پیش کرتا حالانکہ میری کسی ایک بات کا بھی جواب نہیں بن پڑا۔ لو میں اب قرآن ہی پیش کرونگا قرآن میں لکھا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہمیں سیدھی راہ پر قائم کر جو مغضوب اور ضالین کی نہ ہو۔ مرزا صاحب بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ مغضوب اور ضال سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ اور چونکہ ان دونوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح مر گیا۔ لہٰذا صراط مستقیم یہ ہوا کہ مسیح زندہ ہے۔

یہود اور نصاریٰ کا ہرگز ہرگز یہ اعتقاد نہیں کہ مسیحؑ اپنی طبعی موت سے مرے بلکہ وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ مسیحؑ صلیب پر لٹکائے گئے۔ اور وہیں مرے۔ یہودیوں کے نزدیک صلیب پر مر کر چونکہ وہ لعنتی ہو گئے۔ اس لئے انہوں نے مسیحؑ کو نبی ماننے سے انکار کر دیا۔ اور عیسائیوں کے نزدیک وہ صلیب پر مر کر کفّارہ ہو گئے۔ اب صراط مستقیم تو یہ ہے کہ نہ ہی مسیحؑ کفّارہ ہوئے جیسا کہ عیسائیوں کا خیال ہے۔ اور نہ ہی وہ لعنتی ہوئے جیسا کہ یہود سمجھتے ہیں۔ مگر یہ کہاں سے نتیجہ نکال لیا کہ وہ زندہ ہیں اور آسمان پر بھی جسم خاکی سے براجمان ہیں۔ غور کیا جائے تو صراط مستقیم وہی ہے جسے قرآن نے بیان کیا اور حضرت مرزا صاحب نے جسے دنیا کے سامنے رکھا۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیحؑ صلیب پر نہیں مرے۔ جیسا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے بلکہ وہ اپنی موت سے فوت ہوئے جیسا کہ انی متوفیک میں خدا نے وعدہ کیا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
خدا تعالیٰ نے کہا کہ ہم نے قرآن اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرینگے۔ لفظی حفاظت کیلئے حافظ قرآن ہیں معنوی حفاظت کے لئے حضرت مسیح آئیں گے۔

بے شک یہ سچ ہے کہ قرآن مجید خدا نے اُتارا۔ اور اس کی لفظی حفاظت حفاظ کے ذریعہ ہو رہی ہے مگر یہ کہاں سے نکل آیا کہ معنوی حفاظت کیلئے مسیحؑ آسمان سے اُترینگے۔ اس آیت کے وہ کون سے الفاظ ہیں۔ خدارا ہمیں بھی بتانا جس کے معنے یہ ہیں کہ مسیحؑ آسمان سے جسم خاکی کے ساتھ اُترینگے اور وہ ہی قرآن مجید کی حفاظت کرینگے۔

اگر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں میں سے کوئی شخص اس کی معنوی حفاظت کرے تو اس سے تمھیں کونسی تکلیف ہو جائیگی؟ اور پھر یہ بھی تو بتاؤ کہ تمھارا دعویٰ تھا کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر موجود ہیں۔ کیا اس کے ثبوت میں یہ بھی کوئی دلیل ہے کہ ہم نے قرآن مجید اُتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرینگے لہٰذا مسیحؑ خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر ہیں۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ کیونکہ اُمّت محمدیہ خیر اُمّت ہے اور خیر اُمّت کا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح آسمان پر زندہ ہے۔ معلوم ہُوا کہ حضرت مسیح جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں۔

یہ سچ ہے کہ خدا نے اُمّت محمدیہ کو خیر اُمّت قرار دیا۔ اور اس آیت کا لفظی ترجمہ یہ ہے کہ تم بہتر اُمّت ہو لوگوں کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔ نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو۔ اس میں سے کا کونسا لفظ ہے جس سے یہ معلوم ہُوا کہ مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر ہے؟ اور پھر یہ استدلال کہ چونکہ اُمّت محمدیہ خیر اُمّت ہے اور اس کا عقیدہ کہ مسیحؑ زندہ ہے لہٰذا مسیحؑ زندہ ہُوا، عجیب مضحکہ انگیز ہے۔ اوّل تو میں یہ بتا چکا ہوں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ کرامؓ۔ اور اُمّت محمدیہ کے بزرگ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ مسیحؑ مر چکے۔ ایک کی بجائے دو اجماع بھی موجود ہیں۔ جو مسیحؑ کی وفات پر دلالت کرتے ہیں۔ خیر اُمّت سے مراد پھر حقیقۃً اُمّت کا وہ حصہ ہے جو دراصل ناجی فرقہ ہے اور ناجی فرقہ جماعت احمدیہ ہے لہٰذا معلوم ہُوا کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہی دراصل صحیح ہے۔ اور باقی ۷۲ فرقوں کا خیال غلط ہے۔

وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا۔ حضرت عیسیٰ قیامت کی نشانی ہیں۔ وہ قبل قیامت تمھارے پاس آئینگے۔ تم اس میں کوئی شک نہ کرو۔

(۱) اس آیت کا ترجمہ تم نے خود ہی کر دیا۔ اور اے بھائیو! آپنے بھی سُن لیا ہے اس میں وہ کونسے الفاظ ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے گئے اور اس وقت تک زندہ موجود ہیں۔ کوئی دلیل تو ایسی پیش کرو جو تمھارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعویٰ کو ثابت کرنے والی ہو۔ (۲) اور پھر غور کرو کہ یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ قیامت کی نشانی تو ابھی نامعلوم کب ظاہر ہو اور منکرین قیامت کو کہا جا رہا ہے کہ تم شک نہ کرو۔ یہ ایسی ہی بات ہوئی کہ عدالت میں جج کے روبرو دعویٰ تو بیان کر آئیں۔ اور جب وہ گواہ مانگے تو کہیں کہ چودہ سو برس کے بعد گواہ پیش کیے جائینگے اور اس دعویٰ سے آپ انکار نہ کریں۔ بھلا کسی جج کی اس بات سے تسلّی ہوگی؟

(۳) علم کے معنے ہیں جاننا۔ اور مصدر کبھی مبالغہ کے لئے آتا ہے جیسے زیدٌ عَدْلٌ۔ زید بہت انصاف کرنے والا ہے۔ اسی طرح انه لعلم للساعة کے معنے ہونگے حضرت مسیح قیامت کو خوب جانتے ہیں اور حق بھی یہی ہے کہ جتنا انبیاءؑ کو قیامت کے وجود پر یقین ہو سکتا ہے اور کسی کو نہیں۔

(۴) اگر اس علم سے مراد نشانی اور علامت لینا ضروری ہے تو پھر تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر مجمع البیان کی رُو سے انّہ سے مراد قرآن مجید ہوگا کہ قرآن مجید قیامت کی نشانی ہے۔

(۵) اور اگر انّہ سے ضرور عیسیٰ علیہ السّلام ہے مراد ہیں تو پھر وہ قرآن مجید کی رُو سے یہاں نہیں آئینگے بلکہ تم اُن کے پاس جاؤ گے۔ کیونکہ سورہ زخرف کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وعندہ علم الساعة والیه ترجعون" کہ جس قیامت کی نشانی کے تم منتظر ہو وہ تو خدا کے پاس ہے وہ اس دنیا میں نہیں آئیگا۔ بلکہ تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ کیونکہ مر کر تو کوئی شخص اس دنیا میں نہیں آتا۔ یہ آیت تو مسیح کی وفات ثابت کرتی ہے۔

یکلّم الناس فی المھد وکھلا۔ مسیح پنگھوڑے میں بھی کلام کریگا۔ اور کہولت میں بھی۔ بچپن میں انہوں نے کلام کر لیا۔ اب واپس آ کر کہولت میں کلام کرینگے۔

۱۔ اس آیت میں وہ کونسا لفظ ہے جس سے یہ معلوم ہُوا کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر بیٹھا ہے دعویٰ تو تمہارا یہ ہے اور دلیل کچھ اور پیش کر رہے ہو۔ سیدھے سادے الفاظ ہیں کوئی ان میں پیچیدگی نہیں کسی سے دریافت کر لو کہ اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ مسیح جسم خاکی سے آسمان پر تشریف فرما ہیں۔ اور پھر

۲۔ تمہارے عقیدہ کی رو سے مسیحؑ نے تو کہولت میں کبھی کلام کر لیا تھا۔ تم مانتے ہو کہ مسیح ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور لُغت میں صاف لکھا ہے کہ تیس سال سے لیکر چالیس سال کی عمر کہولت میں شامل ہے (مجمع البحار) تو تین سال تک انہوں نے زمانہ کہولت میں بھی خوب کلام کر لیا۔ لہٰذا تمہارا یہ کہنا کہ مسیح نے چونکہ کہولت کی عمر میں گفتگو نہیں کی اس لئے وہ آسمان سے اُتر کر گفتگو کرینگے۔ صحیح نہ ہُوا۔ نیز یہ بھی قابل غور ہے۔

۳۔ کہ مجمع البحار میں لکھا ہے کہ "تیس سے چالیس سال کی عمر" تک کہل ہے۔
منجد میں لکھا ہے کہ "تیس سے پچاس سال کی عمر" تک کہل ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ابن ماجہ کے حاشیہ صلا میں کہل کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "تیس سے ۴۰ تک یا ۳۳ سے ۵۰ سال تک کی عمر" زمانہ کہولت ہے۔ اس تحقیق کی رُو سے اور تمہارے اپنے مسئلہ عقیدہ کے مطابق کہ مسیح ۳۳ برس کی عمر میں آسمان پر اُٹھائے گئے۔ زمانہ کہولت میں انہوں نے کلام کرلی اور خدا تعالیٰ کا یہ فرمان پورا ہو گیا۔ لیکن تمہارے نزدیک ابھی مسیح نے زمانہ کہولت میں اس آیت کے مطابق کلام نہیں کیا۔ اور آسمان سے اُتر کر کرینگے تقریباً دو ہزار برس کا عرصہ تو انہیں آسمان پر گئے ہو گیا ہے اور ابھی نامعلوم کتنا عرصہ اور آسمان پر رہیں اگر دو ہزار برس بھی خیال کیا جائے تو ان کی عمر دو ہزار برس کی ہو گی اور یہ عمر زمانہ کہولت میں تو شامل نہیں ہو سکتی کہولت کا زمانہ تو مندرجہ بالا تحقیق کی رُو سے ۵۰ برس تک ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کے متعلق فرمایا ہے کہ ویعلمہ الکتاب والحکمۃ۔ اور قرآن میں الکتاب والحکمۃ سے مراد قرآن و حدیث ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح آئندہ زمانہ میں آکر قرآن مجید اور حدیث سیکھیں گے۔ اور وہ تبھی سیکھ سکتے ہیں۔ جبکہ آسمان پر زندہ موجود ہوں۔

سبحان اللہ کیا لطیف استدلال ہے۔ خدا تعالیٰ حضرت مسیحؑ کو کتاب اور حکمت سکھائیگا معلوم ہوا کہ مسیح زندہ ہیں۔ کچھ تو عقل سے کام لو۔ یہ سننے والے کیا بیوقوف ہیں جو یہ بھی نہ معلوم کر سکینگے کہ مولوی لال حسین قرآن کی آیت تو یہ پڑھ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسیح کو کتاب اور حکمت سکھائیگا اور استدلال یہ کہ مسیح آسمان پر زندہ ہیں۔

اور یہ کسقدر جھوٹ ہے کہ قرآن مجید میں الکتاب اور الحکمۃ سے مراد قرآن مجید اور حدیث ہے۔ حالانکہ صاف لکھا ہے "ولقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ" ذرا بتانا حضرت اسحٰقؑ حضرت یعقوبؑ اور حضرت اسمٰعیل علیہم السلام کو کون سا قرآن دیا گیا تھا۔ اور کون سی حدیث۔ ادنے واقفیت کا انسان بھی جانتا ہے کہ ان کو نہ قرآن مجید دیا گیا اور نہ ہی حدیث۔ پس تمہارا یہ کہنا کہ الکتاب والحکمۃ سے مراد ہر جگہ قرآن میں حدیث و قرآن ہے غلط ہوا۔ اور جب بنیاد غلط ٹھیری تو استدلال بھی درست نہ ہوا۔

قرآن مجید میں صاف لکھا ہے بل رفعہ اللہ الیہ کہ خدا نے مسیح کو آسمان پر اُٹھالیا۔ معلوم ہوا کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہیں۔

کیوں صاحب! آسمان کا لفظ کہاں سے لے آئے۔ اور پھر زندہ کا لفظ کیسے داخل کر لیا قرآن مجید کی آیت کے لفظی معنے تو صرف اس قدر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسیحؑ کو اپنی طرف اُٹھالیا۔ کیا خدا تعالیٰ آسمان پر ہے؟ دیکھو اگر تم میں جرأت ہے تو نکالو۔ قرآن مجید یا کسی صحیح حدیث میں سے۔ کہ مسیح جسم خاکی کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ آسمان پر اُٹھائے گئے ہوں اور وہ زندہ موجود ہوں۔

تم نے قرآن مجید کی بہت سی آیات پیش کیں مگر کوئی ایک آیت بھی ایسی پڑھی جس میں یہ لکھا ہو کہ مسیحؑ اپنے جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہوں۔ اور ان آیات میں سے کسی ایک نے بھی تمہارے دعویٰ کی تائید کی۔ اور اس بے بنیاد دعویٰ کے لئے گواہی دی۔ کیا یہ آیات محض اس لئے پڑھ دیں کہ قسم کھانے کیلئے آپکو موقعہ مل جائے اور یہ کہہ سکیں کہ مسیحؑ کی زندگی کیلئے کئی آیات پیش کیں۔ سب سے زیادہ زور تم نے اس آیت پر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مسیحؑ کو آسمان پر اُٹھا لیا مگر اس سے بھی تو تمہارے دعویٰ کو تقویت نہیں پہنچتی۔ اگر اس میں آسمان کا لفظ ہوتا تو کسی قدر تمہارے لئے گنجائش تھی۔ مگر افسوس کہ خدا تعالیٰ نے تمہاری ذلت کا سامان پہلے سے ہی کر رکھا کہ سماء کا لفظ ہی نازل نہ کیا۔ خدا تعالیٰ تو وفات دینے کے بعد سب نبیوں کو ہی اُٹھا لیتا ہے کیا تم اس سے انکار کر سکتے ہو کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پا جانے کے بعد خدا تعالیٰ نے آپ کو اُٹھا لیا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک پہلے وفات دی اور پھر رفع کیا۔ یہ نہیں کہ زندہ آپ کو اُٹھا لیا ہو۔

اور پھر اس آیت کے سیاق سباق کو دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہود نے مسیحؑ کو قتل کرنے اور صلیب پر مارنے کی کوشش کی تا آپ (نعوذ باللہ) لعنتی ثابت ہوں۔ کیونکہ یہود کی کتب میں صاف لکھا ہے کہ جو کاٹھ پر مارا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے۔ لیکن بدبخت یہود اپنے اس ارادہ میں ناکام رہے۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں بتا دیا کہ تم نے اپنا زور لگا لیا کہ مسیح لعنتی ثابت ہو۔ لیکن جتنا تم اسے ذلیل کرنے کی کوشش کر رہے ہو اتنا ہم اسے اعزاز دے رہے ہیں اور اس کے درجات کو بلند کر رہے ہیں۔ یہود کا مقصد ہی یہ تھا کہ خدا کے حضور یہ معزز نہ ثابت ہو۔ خدا تعالیٰ نے بل رفعه الله الیه فرما کر واضح کیا کہ وہ خدا کے حضور معزز ہے اور اس کا مقرب ہے۔ اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسیحؑ کو زندہ بمعہ اور جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اُٹھا لیا۔ دیکھو وہ بات نہ کہو جو خدا نہیں کہتا۔

جب رفع کا صلہ الیٰ ہو تو اسوقت اس کے معنے ہمیشہ آسمان پر اُٹھانے کے ہوتے ہیں۔ کوئی ایک مثال اس کے خلاف پیش کرو۔	بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ جب رفع کا صلہ الیٰ ہو تو اس کے معنے آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ اٹھانے کے ہوتے ہیں۔ یہ آیت

تو متنازعہ فیہ ہے۔ میں اس کے کچھ معنیٰ کرتا ہوں۔ تم کچھ۔ تمہارا فرض ہے کہ اپنے دعویٰ کی تائید میں کوئی ایک ہی مثال لغت عرب سے پیش کرو جس میں خدا تعالیٰ فاعل ہو رفع کا فعل اور الیٰ کا صلہ ہو اور اس کے معنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اُٹھانا ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۲- مَیں اس کے معنے جو کرتا ہوں اس کی تائید میں لُغت عرب اور حدیث کو پیش کرتا ہوں جس میں فاعل اللہ تعالیٰ اور رفع کا فعل اور الیٰ کا صلہ موجود ہے۔ مگر اس کے معنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اُٹھانے کے نہیں۔ سُنو۔ حدیث میں ہے اذا تواضع العبد رفع اللّٰہ الی السماء السابعۃ۔ کہ جب بندہ تواضع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے ساتویں آسمان پر لے جاتا ہے۔ باوجودیکہ یہاں آسمان کا لفظ بھی ہے۔ لیکن اس کے قطعاً یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ تواضع کرنے والے کو ساتویں آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ اُٹھایا جاتا ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر تواضع کرنیوالا کون تھا۔ کیا آپ جسم خاکی کے ساتھ ساتویں آسمان پر اُٹھائے گئے؟ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کس کا عربی کلام مستند ہو سکتا ہے۔ آپؐ نے یہ فرما کر بتا دیا کہ عربی زبان کا یہ محاورہ ہے اور اس کا وہ مفہوم قطعاً نہیں جو مولوی لال حسین پیش کر رہے ہیں۔

> اذا تواضع العبد رفعہ اللّٰہ الی السماء السابعۃ۔ اس حدیث کے معنے یہ نہیں کہ تواضع کرنیوالا ساتویں آسمان پر جاتا ہے بلکہ خود تواضع جاتی ہے۔

قرآن مجید کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اعمال صالحہ کرنیوالے جنّت میں جائینگے۔ خدا کا قرب حاصل کرینگے۔ اب تمہارے اس اصول اور کلیہ کی رُو سے اس کے معنے پھر یہ کرنے ہونگے کہ وہ نیک عمل کرنے والے تو جنّت میں نہ جائینگے اور نہ ہی خدا کا قرب انہیں حاصل ہوگا ہاں عمل خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرینگے اور وہ جنّت میں چلے جائینگے۔ اگر اعمال اور تواضع نے خدا کا قرب اور جنّت حاصل کرنی ہے۔ تو پھر انسانوں کو ان اعمال کے کرنے سے کیا فائدہ ہُوا۔ کیا تم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ ایسی ہی فضول باتوں میں وقت کو ٹال دوگے اور کوئی عقل کی بات نہ کہوگے۔ اگر تواضع اچھی چیز ہے تو انسان کے تواضع کرنے سے پہلے ہی وہ تو خدا کو محبوب ہے۔ اس لئے تو فرمایا کہ جو تواضع کو کریگا وہ بھی خدا کا محبوب بن جائیگا۔ پس اس کے یہ معنے قطعاً نہیں کہ خدا تواضع کو آسمان پر لیجائیگا بلکہ اس بندہ کو لیجائیگا جو تواضع کرنیوالا ہوگا۔ اور یہاں پر ساتویں آسمان پر جانے سے قطعاً یہ مراد نہیں کہ وہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جائینگے۔

اور پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر یہ دُعا کرتے رہے کہ اللھم اغفر لی وارحمنی واھدنی وعافنی وارفعنی واجبرنی وارزقنی۔ مگر آپ کا جسمانی رفع نہ ہوا اور نہ ہی اسوقت تک خدا تعالیٰ نے آپؐ کو زندہ رکھا۔

> خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے اُسے طاقت ہے کہ وہ مسیحؑ کو جسم کے ساتھ آسمان پر اُٹھا کر لیجائے

یہاں پر یہ سوال نہیں کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کو جسم خاکی کے ساتھ اُٹھا سکتا ہے یا نہیں۔ قدرت و طاقت کی تو کوئی بحث ہی نہیں۔ بحث تو صرف اس قدر ہے کہ کیا کوئی واقعہ ایسا ہُوا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسیح کو جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اُٹھایا ہو۔ اگر ایسا واقعہ ہُوا ہے تو آپ کا فرض تھا کہ اس کا ثبوت پیش کرتے۔ مگر کوئی ثبوت آپ نے پیش نہیں کیا۔ اور پھر جنگ اُحد میں جب کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تیر پر تیر پھینک رہے تھے۔ آپؐ کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دانت مبارک شہید ہوگیا۔ طائف کے لوگوں نے جب آپ پر پتھراؤ کیا اور ٹخنوں سے خون بہنے لگا۔ اسوقت خدا تعالیٰ میں طاقت نہ تھی کہ وہ آپؐ کو بچانے کیلئے اور کفّار کی مصائب سے محفوظ رکھنے کے لئے آپؐ کو جسم خاکی سمیت آسمان پر اُٹھا لیجاتا۔ حضرت مسیحؑ کے وقت خدا تعالیٰ کی طاقت کیوں خاص طور پر پیش کی جاتی ہے۔ بلکہ اس سے تو خدا تعالیٰ کی طاقت نہیں بلکہ کمزوری ثابت ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ میں طاقت تھی تو وہ دنیا میں مسیحؑ کو رکھ کر یہودیوں کی تکلیفوں سے بچاتا جیسے حضرت ابراہیمؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔ تمہارے اس عقیدہ کی رُو سے تو نعوذ باللہ خدا تعالیٰ طاقتور نہیں بلکہ کمزور ٹھیرتا ہے۔

مولوی لال حسین کے تمام دلائل توڑنے کے بعد جو انہوں نے اپنے خیال کے مطابق مسیحؑ کو آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ زندہ ثابت کرنے کیلئے پیش کیے ہیں۔ اب میں قرآن مجید اور احادیث سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیحؑ فوت ہوگئے ہیں اور وہ ہرگز ہرگز جسم خاکی کے ساتھ نہ آسمان پر موجود ہیں۔ اور نہ ہی زندہ بلکہ تمام انبیاءؑ کی طرح اُن کا وصال ہوگیا۔

پہلی دلیل:- وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرقیب علیھم۔
ترجمہ۔ میں اپنی قوم کا نگہبان رہا جب تک اُن میں رہا۔ جب تُو نے مجھے وفات دیدی تو پھر تُو ہی نگہبان تھا۔

اس آیت میں حضرت مسیح علیہ السلام خدا تعالیٰ کے حضور صاف اقرار کرتے ہیں۔ کہ میری موجودگی میری قوم میں اسوقت تک رہی ہے جبتک کہ وفات نہیں ہوئی۔ اور جب بھی عدم موجودگی ہوئی وفات کی وجہ سے ہوئی۔ تم بھی اقرار کرتے ہو اور ساری دنیا جانتی ہے کہ حضرت مسیحؑ اپنی قوم میں موجود نہیں۔ تو حضرت مسیحؑ کے اپنے اقرار کی رُو سے ان کی وفات ہوچکی ہے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو ضرور اپنی قوم میں موجود ہوتے۔ اُن کا اپنی قوم میں موجود نہ ہونا اور اس بات کا اقرار کرنا کہ میری عدم موجودگی کی وجہ میری وفات ہے۔ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ زندہ نہیں بلکہ وفات پاچکے ہیں۔

علاوہ ازیں اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام کی زندگی میں اُن کی قوم نے انہیں خدا نہیں بنایا۔ بلکہ خدا مسیحؑ کو اسوقت بنایا گیا جب اُن کی وفات ہوچکی۔ اس واسطے خدا تعالیٰ کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ کہ جب تک اُن میں رہا اُن کی نگرانی کرتا رہا یعنی انہوں نے مجھے خدا نہیں بنایا۔ لیکن جب تُو نے مجھے وفات دیدی تو بعد از وفات ان کی گمراہی کا مجھے علم نہیں اے خدا تو ہی جانتا ہے۔ یہ . . . . واضح ہے کہ مسیحؑ کی قوم حضرت مسیحؑ کو خدا کہتی ہے۔ اور تم بھی اس کے اقراری ہو۔ اور حضرت مسیحؑ کہتے ہیں کہ میری زندگی میں میری قوم نے یہ عقیدہ نہیں اختیار کیا۔ بلکہ وفات کے بعد۔ اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ مسیحؑ زندہ نہیں بلکہ وفات پاچکے ہیں کیونکہ اسوقت مسیحؑ کی قوم انہیں خدا سمجھتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور مسیحؑ کہتے ہیں کہ میری زندگی میں انہوں نے مجھے خدا نہیں بنایا تھا۔ اور حضرت مسیحؑ کو زندہ سمجھا جائے تو پھر خدا تعالےٰ کے حضور اُن کا یہ کہنا کہ میری زندگی میں تو انہوں نے یہ عقیدہ اختیار نہیں کیا بلکہ وفات کے بعد۔ جھوٹ ہوگا۔ کیونکہ جب وہ زندہ ہیں تو وہ دنیا میں آکر اپنی قوم کے حالات کو دیکھیں گے اور اس بات کو جان لینگے کہ اُن کی قوم انہیں خدا کہہ رہی ہے پھر وہ نبی ہوتے ہوئے اُن کو اس عقیدہ سے رد کیں گے جب یہ سب کچھ انہیں معلوم ہو جائیگا تو پھر خدا تعالیٰ کے حضور وہ کیسے جھوٹ بول سکتے ہیں کہ مجھے تو علم نہیں۔ ایک شریف انسان سے بھی جھوٹ کی امید نہیں کیجا سکتی چہ جائیکہ خدا کے ایک اولوالعزم نبی کے متعلق یہ کہا جائے۔

تو فّیتنی کے معنے وفات کے نہیں ہیں بلکہ رفعتنی کے ہیں۔ کہ اے خدا جب تُو نے مجھے آسمان پر اُٹھا لیا۔

تو فّیتنی کے متعلق بھی خوب کہا۔ کاش مولوی لال حسین کو قرآن مجید کا علم ہوتا۔ قرآن مجید میں یہ لفظ کئی بار آیا ہے اور ہر جگہ اس کے معنیٰ وفات کے ہیں نہ آسمان پر اُٹھانے کے۔ مثلاً (۱) توفنا مع الابرار۔ اب یہاں توفّنا کے صاف معنیٰ ہیں ہمیں وفات دے (۲) توفّنا مسلمین (اعراف) (۳) توفّنی مسلماً (یوسف) یہاں پر وفات کے معنیٰ ہی مراد ہیں۔ اسی طرح حدیث میں بھی توفّی کا لفظ بڑی کثرت کے ساتھ استعمال ہُوا ہے۔ بخاری میں ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میری اُمّت کے کچھ لوگ دوزخ کی طرف لیجائے جائینگے۔ تو مَیں کہونگا کہ یہ تو میرے صحابہؓ ہیں جواب ملیگا تجھے معلوم نہیں تیرے بعد انہوں نے کس قسم کی حرکات کیں۔ مَیں جواب میں وہی کہونگا جو خدا تعالےٰ کے صالح بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ وکنت علیھم شھیداً ما دمت فیھم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرقیب علیھم کہ مَیں جب تک زندہ رہا ان کی نگرانی کرتا رہا۔ لیکن جب تُو نے اے خدا مجھے وفات دیدی تو پھر تجھے ہی معلوم ہے اور تُو ہی ان کا نگہبان ہے۔" (بخاری باب توفّی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے جو توفّی کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے مراد وفات ہے نہ کہ آسمان پر جانا۔ اور اگر آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ جانا یہاں مراد ہوتی تو حضور رسول مقبولؐ یہ الفاظ اپنے لئے نہ استعمال فرماتے کیونکہ ساری دنیا جانتی ہی کہ حضورؐ کا مزار تو یثرب میں ہے۔ اور آپؐ کی توفّی وفات سے ہوئی نہ کہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے جانے سے۔

افسوس تو یہ ہے کہ مولوی لال حسین کو دُعائے جنازہ بھی یاد نہیں جس میں صاف یہ الفاظ ہیں اللھم من توفّیتہ منا فتوفّہ علی الایمان کہ اے اللہ ہم میں سے جس کو تو وفات دے اُسے اسلام پر ہی وفات دیجیو۔

اس کے علاوہ میں تمہیں چیلنج کرتا ہوں کہ لُغت عرب میں سے خواہ اشعار ہو یا نثر کوئی ایک ہی مثال پیش کرو جبکہ باب تفعّل ہو فاعل اللہ تعالیٰ مفعول ذی روح اور بغیر کسی قرینہ صارفہ کے اسوقت توفّی کے معنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قبض روح اور وفات کے سوا کچھ ہوں۔ حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کا چیلنج یک ہزار اسوقت تک قائم ہے اور کسی کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اسے غلط ثابت کر سکے۔ بلاؤ ارد گرد کے مولویوں کو اور کوئی مثال پیش کرو۔

دوسری دلیل۔ یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة۔ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ اور تجھے اپنی طرف اُٹھانے والا ہوں اور تجھے کافروں سے پاک کرنے والا ہوں یعنی ان کے بہتانوں سے۔ اور تیری پیروں کرنے والوں کو کافروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔

ہر ایک مسلمان اس بات کو مانتا ہے کہ قرآن مجید فصیح و بلیغ کلام پر مشتمل ہے اور بلاغت کہتے ہیں موقعہ و حالات کے مطابق کلام کرنا۔ اور قرآن کی اس آیت میں یہ صاف طور پر موجود ہے کہ خدا تعالیٰ پہلے وفات دیگا اور پھر رفع۔ معلوم ہُوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان حالات میں سے پہلی حالت وفات کی آئیگی اور اگر اسے تسلیم کیا جائے اور رفع کو پہلے قرار دیا جائے تو یہ خدا تعالیٰ کے کلام میں جو بلاغت ہے اس کے صریح خلاف ہوگا۔ کیونکہ اگر مسیح کا رفع پہلے ہونا تھا تو بلاغت کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے خدا تعالیٰ رافعک فرماتا۔ اور بعد میں متوفیک۔ اصل بات یہی ہے کہ قرآن مجید کا نظام بلاغت پر مشتمل ہے۔ اور عین حالات کے مطابق خدا نے فرمایا۔ جو جو حالت پہلے آنی تھی اُسے پہلے رکھا اور جو بعد آنی تھی اُسے بعد میں رکھا۔

پس یہ آیت ثبوت ہے اس بات کا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وعدہ الٰہی کے مطابق پہلے وفات ہوئی بعد میں رفع ہُوا۔ اور جو وفات کے بعد رفع ہو وہ جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہُوا کرتا ہے۔ اور دوسری جگہ توفیتنی فرما کر یہ واضح کر دیا کہ یہ وعدہ وفات پورا ہو گیا ہے۔

حضرت ابن عباس سے مروی ہے "متوفیک ای ممیتک" (بخاری) کہ توفی کے معنے موت کے ہیں۔

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں متوفیک کے معنے پورا پورا لینے کے لئے ہیں اور تم موت اور قبض روح کے لے رہے ہو۔	جناب من! توفی کے معنے مَیں قبض روح اور موت کے نہیں لے رہا۔ بلکہ حضرت مرزا صاحبؑ کے بتائے ہوئے معنے جو حضورؑ نے قرآن و حدیث اور

لُغت عرب سے پیش کیئے ہیں وہ بتا رہا ہوں۔ اور باقی رہا یہ کہ براہین احمدیہ میں حضورؑ نے یہ معنے یعنی قبض روح کے نہیں کیئے تو اس کے متعلق مَیں تمھیں پہلے بھی جواب دے چکا ہوں۔ کہ جب تک خدا تعالیٰ نے حضورؑ پر اس مسئلہ کو واضح نہ کر دیا اسوقت تک آپ وہی معنے کرتے رہے جو تم لوگوں کے تھے۔ جیسے جیسے خدا تعالیٰ بتا تا گیا آپ دنیا کے سامنے اُسے پیش کرتے گئے۔ اور یہ معنے حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی وحی اور الہام کی بنا پر نہیں کیئے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر میں ثابت کر دوں کہ مرزا صاحب کے یہ معنے الہاماً ہیں تو پھر۔ اور حیات مسیح کا عقیدہ وحی کی بناء پر انہوں نے لکھا ہے تو پھر؟

اگر تم براہین احمدیہ اور حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں سے یہ نکال دو کہ براہین احمدیہ میں جو حیات مسیحؑ کا عقیدہ لکھا ہے اور جو معنے متوفیک کے کیئے ہیں۔ وہ الہام اور وحی الٰہی کی بنیاد پر ہیں تو ۲۰ شلنگ انعام۔

نوٹ:۔ احمدی مبلغ نے اسی وقت ٹائم کیپر کے پاس ۲۰ شلنگ جمع کر دیئے اور لال حسین کو کہا کہ اگر جرأت ہے تو نکالو۔ کہیں حضرت مسیح موعودؑ نے الہام لکھا ہو جس میں یہ موجود ہو کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر موجود ہیں۔ اور متوفیک کے معنے پورا پورا لینے کے ہیں۔ یا وحی الٰہی کی بنا پر ایسا کہا ہو۔ اور آپؑ نے لکھا ہو کہ میں خدا تعالےٰ کی وحی سے متوفیک کے معنے لکھ رہا ہوں۔ مگر آخر وقت تک زبان درازی کے سوا حضورؑ کی کتاب سے یہ نہ بتا سکا اور نہ ہی براہین احمدیہ سے۔ حالانکہ حضورؑ اعجاز احمدی صفحہ ۶ اور کشتی نوح میں صاف فرما چکے ہیں کہ میرا حیات مسیحؑ کا عقیدہ کسی وحی الٰہی کی بناء پر نہ تھا۔ اوپر کے صفحات میں یہ حوالے درج کیئے جا چکے ہیں۔

تیسری دلیل:۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قُتل انقلبتم علیٰ اعقابکم۔ "اور نہیں ہیں محمدؐ مگر ایک رسول آپؐ سے پہلے تمام کے تمام رسول گذر گئے اور فوت ہو گئے۔ اگر آپؐ مرجاتے یا قتل ہو جاتے کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاتے۔" کس وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے بھی رسول ہیں سب کے سب ہی فوت ہو گئے ہیں اور کوئی بھی زندہ نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تھے اور خدا تعالیٰ آپؐ سے پہلے رسولوں کے متعلق بتاتا ہے کہ وہ فوت ہو چکے ہیں معلوم ہوا کہ مسیحؑ بھی ہو گئے کیونکہ وہ بھی انہی رسولوں میں سے ایک رسول ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہوئے۔

خلت کے معنے وفات کے کہاں سے کر لئے خلا کے معنے ہوتے ہیں گذرنے کے۔

میں نے خلت کے معنے اپنی طرف سے نہیں کیئے بلکہ قرآن مجید نے خود ہی یہ بیان کیئے ہیں چنانچہ خلت کے ساتھ فرمایا افاِئن مات او قتل۔ کہ گذرنے کے دو طریقے ہو سکتے ہیں۔ طبعی موت اور قتل۔ تیسرا طریقہ گذرنے کا نہیں ہے۔ اگر کوئی ہے تو وہ تم پیش کرو۔ حضرت مسیحؑ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ یہ صاف طور پر فرما دیا کہ وما قتلوہ کہ یہود نے حضرت مسیحؑ کو قتل نہیں کیا۔ معلوم ہوا حضرت مسیحؑ قتل سے نہیں گذرے۔ دوسرا طریقہ طبعی موت کا تھا۔ مسیحؑ طبعی موت سے اس دنیا سے رحلت فرما گئے اور وفات طبعی موت کو ہی کہتے ہیں۔ اگر حضرت مسیحؑ آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ زندہ تھے تو خدا تعالیٰ یہاں ذکر کر دیتا مگر خدا تعالیٰ نے کلی طور پر یہ بیان کر دیا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے تمام رسول مر چکے ہیں۔ اگر تو حضرت مسیحؑ آنحضرتؐ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے تھے تو قرآن کے اس حکم کی رو سے ماننا پڑیگا کہ وہ بھی مرچکے۔

چوتھی دلیل:- والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایّان یبعثون (نحل ع)

یہ مشرکین خدا تعالیٰ کے سوا جن ہستیوں کو بطور معبود پکارتے ہیں وہ ایسی ہیں کہ انہوں نے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ بلکہ وہ پیدا کیئے گئے ہیں مرچکے ہیں زندہ نہیں ہیں۔

یہ آیت بھی صاف طور پر یہ بتا رہی ہے کہ حضرت مسیحؑ مرچکے ہیں کیونکہ اس میں یہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو خبر دی کہ تمام ہستیاں جنہیں خدا کے سوا پکارا جاتا ہے وہ مرچکی ہیں اور ہرگز زندہ نہیں ہیں۔ حضرت مسیحؑ کو بھی خدا کے سوا پکارا جاتا ہے اور انہیں خالق بھی سمجھا جاتا ہے۔ معلوم ہُوا کہ حضرت مسیح بھی مرچکے۔ اور زندہ نہیں ہیں۔

پانچویں دلیل:- وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افاءن مت فھم الخالدون (انبیاء ع)

اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کیلئے ہمیشہ کی زندگی نہیں بنائی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تُو تو مرجائے اور وہ زندہ رہ جائیں۔

بھائیو! دیکھو خدا تعالیٰ کو اپنے پیارے حبیب کے لئے کس قدر غیرت ہے۔ وہ اس بات کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہوجائیں اور آپؐ سے پہلے کے لوگ زندہ رہ جائیں۔ ناممکن۔ پس کیسے واضح الفاظ میں خدا تعالیٰ نے فیصلہ کردیا ہے کہ اگر زندہ رہنے کے قابل کوئی ہستی تھی تو آپؐ کی ۔

بدنیا گر کسے پائندہ بودے ❊ ابوالقاسم محمدؐ زندہ بودے

مگر جب آپ فوت ہوگئے۔ تو پھر دنیا کا کون انسان ہے جو آپؐ سے پہلے اسوقت زندہ ہو۔

چھٹی دلیل:- حضرت مسیح علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد (سورہ صف) اپنے بعد ایک رسول آنے والے کی خوشخبری دیتا ہوں جس کا نام احمدؐ ہوگا۔ مسلمانوں کا عقیدہ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم احمدؐ تھے۔ اور حضرت مسیحؑ نے یہ فرمایا کہ احمدؐ میرے بعد آئیگا۔ احمد کا ظہور ہوگیا۔ معلوم ہُوا کہ حضرت مسیحؑ فوت ہوگئے اور اگر حضرت مسیح کو زندہ سمجھا جائے تو پھر احمد کا بعد میں آنا غلط ہوتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید صاف طور پر فرما رہا ہے کہ حضرت مسیحؑ کے مرنے کے بعد احمدؐ آئیگا

بعد کے معنے مرنے کے نہیں بلکہ عام غیر حاضری کے ہیں کہ میری غیر حاضری میں احمد رسول آئیگا

بہت اچھا صاحب اگر حضرت مسیح اسوقت آجائیں تو پھر قرآن مجید سے من بعدی کے الفاظ کاٹ کر "من قبلی یعنی مجھ سے پہلے" کردیئے جائیں گے۔ اور کیا لانبی بعدی کے معنے بھی یہ کروگے کہ بعد کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معنے مرنے کے نہیں۔ بلکہ عارضی غیر حاضری کے ہیں۔ اگر یہ معنے کروگے تو پھر ہمارا دوسرا مدعا ثابت ہوگا کہ آنحضرتؐ کے مرنے کے بعد نبیوں کے آنے کی ممانعت نہیں۔ ہاں جب عارضی غیر حاضری ہو تو پھر کوئی اور نبی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر بعد کے معنے مرنے کے بعد کروگے تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوگی۔ جو صورت اختیار کروگے ہمارے لئے مفید ہے۔ اور ہمارے مدعا کو ثابت کرتی ہے۔

اور غیر حاضری کے معنے جو تم بیان کر رہے ہو تو اس کا کوئی قرینہ بھی تو پیش کرو۔ کہ خلاں قرینہ اور دلیل کی وجہ سے اس کے معنے غیر حاضری کے ہیں اور مرنے کے بعد کے نہیں۔ لیکن تم کوئی قرینہ نہیں پیش کر سکتے قرآن مجید میں صاف لکھا ہے کہ مسیح مر گئے۔ جیسا کہ میں چند آیات سے یہ واضح کر آیا ہوں۔ اور ان کی زندگی کا مطلقاً کوئی ذکر نہیں تو ایسی صورت میں اس کے معنے مرنے کے بعد ہی کیئے جائینگے ہاں اگر قرآن میں یہ ہوتا کہ مسیح زندہ جسم خاکی کے ساتھ موجود ہیں اور پھر وہ آئینگے تو کوئی بات بھی تھی۔ لیکن اب تو کسی طور پر بھی تمہارے معنے درست نہیں ہو سکتے۔

ساتویں دلیل :۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار مکہ نے بہت سے نشانات مانگے جن میں سے ایک آسمان پر جانے اور وہاں سے کتاب لانے کا بھی تھا جسے خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان کیا :۔

او ترقیٰ فی السماء ولن نؤمن لرقیک حتّٰی تنزّل علینا کتابًا نقرءہٗ قل سبحان ربّی ھل کنت الّا بشرًا رسولًا (بنی اسرائیل) یا تو آسمان میں چڑھ جا اور ہم ہرگز ماننے کے نہیں جب تک کہ تو کتاب بھی نہ اُتارے۔ تو کہدے۔ میرا رب پاک ہے میں تو صرف ایک انسان رسول ہوں۔

یعنی کفار جو معجزات اور نشانات طلب کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ تو آسمان پر چلا جا اور کتاب لے آ۔ کبھی ایک انسان خواہ وہ خدا کا رسول ہی کیوں نہ ہو اس قسم کے نشانات دکھایا کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو فرمایا کہ ان کفار سے کہدو کہ میرا رب اس قسم کے تماشے نہیں دکھایا کرتا وہ پاک ہے۔

اب مقام غور ہے کہ اگر حضرت مسیح زندہ آسمان پر موجود تھے تو کفار کا یہ مطالبہ ناجائز نہ تھا۔ بلکہ درست تھا لیکن خدا تعالیٰ اسے اپنی شان سبوحیت کے خلاف قرار دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ کوئی انسان رسول آسمان پر نہیں جا سکتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تو کوئی کمی نہیں مگر خدا تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ وہ بندہ رسول کو آسمان پر نہیں لیجاتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کفار کے مطالبہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر لے جاتا تو وہ سب ایمان لے آتے۔ اور آخر پہلے حضرت مسیحؑ کو بھی تو لے ہی گیا تھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیجانے میں کیا حرج تھا۔ لیکن اصل بات یہی ہے کہ نہ وہ حضرت مسیحؑ کو آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ لے گیا اور نہ کسی اور نبی کو اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی آسمان پر نہ لے گیا۔ اب تم کس منہ سے یہ کہہ سکتے ہو کہ مسیحؑ آسمان پر چلے گئے۔ جبکہ خدا کہتا ہے کہ کوئی بندہ رسول آسمان پر نہیں گیا۔ اور یہ صاف لفظوں میں اعلان کردہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ خدا تعالیٰ کی ہر بات کا ماننا کوئی ضروری نہیں - اور چھٹی ہو جائے۔

آٹھویں دلیل:- کل نفس ذائقۃ الموت ثم الیہ ترجعون - ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے پھر تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

یہ آیت بین ثبوت ہے اس امر کا کہ خدا تعالیٰ کے پاس کوئی انسان جا نہیں سکتا جب تک کہ وہ موت کے دروازہ سے داخل نہ ہو "ثم" کا لفظ بتاتا ہے کہ پہلے موت کا ذائقہ انسان چکھے اور پھر خدا تعالیٰ کے پاس جائے - اور تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو کہ حضرت مسیحؑ خدا تعالیٰ کے پاس ہیں - اور یہ آیت بتاتی ہے کہ خدا کے پاس انسان جبھی جا سکتا ہے جبکہ وہ موت کے دروازہ سے داخل ہو - معلوم ہوا کہ حضرت مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں۔

نویں دلیل:- فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون (اعراف ع) تم زمین میں ہی زندہ رہو گے - اور زمین میں ہی تم مرو گے اور اسی زمین سے ہی تم نکالے جاؤ گے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان زمین میں ہی زندہ رہ سکتا ہے طبقہ ارض سے باہر قطعاً وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر حضرت مسیحؑ زندہ ہیں تو وہ زمین میں ہی ہو سکتے ہیں آسمان میں وہ زندہ نہیں رہ سکتے اور تم خود اس بات کو مانتے ہو کہ زمین میں وہ ہیں نہیں اور قرآن یہ کہتا ہے کہ جسم خاکی کے ساتھ کوئی انسان طبقہ ارض سے باہر زندہ نہیں رہ سکتا۔ معلوم ہوا کہ حضرت مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ نہیں ہیں - اور اگر تمہارے اس عقیدہ کو تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ ہیں تو قرآن مجید کے اس فرمان کی تردید لازم آئیگی - جس میں واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ زمین میں ہی انسان زندہ رہ سکتا ہے اس سے باہر نہیں۔

دسویں دلیل:- ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل وامہ صدیقہ کانا یاکلان الطعام (   ) مسیح ابن مریم ایک رسول ہے اس سے پہلے تمام رسول فوت ہو چکے اور اس کی ماں صدیقہ تھی - دونو ماں بیٹا کھانا کھایا کرتے تھے۔

اس آیت میں خدا تعالیٰ یہ بتا رہا ہے کہ حضرت مسیحؑ خدا نہیں ہیں جیسا کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے - اور اس کے لئے تین ثبوت پیش کئے ہیں پہلا ثبوت تو یہ کہ حضرت مسیحؑ بھی ایک رسول ہی تھے جس طرح باقی رسول فوت ہو گئے اسی طرح حضرت مسیحؑ بھی فوت ہو گئے اور جو ہستی فوت ہو جائے کیا وہ بھی خدا ہو سکتی ہے؟

دوسرا ثبوت یہ دیا کہ ان کی ماں تھی - اور خدا کی ماں کوئی نہیں معلوم ہوا کہ مسیحؑ انسان تھا نہ کہ خدا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تیسرا۳ ثبوت یہ دیا کہ خدا تو کھانے پینے سے بے نیاز ہے اور حضرت مسیحؑ اور اُن کی ماں کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور جو کھانا کھائے وہ خدا نہیں ہو سکتا۔

یہ جو فرمایا کانا یاکلان الطعام کہ مسیحؑ اور اُن کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے گویا اب نہیں کھاتے اور قرآن مجید میں دوسری جگہ فرماتا ہے وما جعلنھم جسدًا لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین کہ انبیاءؑ کے جسم اس قسم کے ہیں کہ وہ کھانا کھانے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ان دو آیتوں کے ملانے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السّلام اب جو کھانا نہیں کھاتے تو اس وجہ سے کہ وہ مر گئے۔ اور اگر کھاتے ہوتے تو خدا تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ وہ کھانا کھایا کرتے تھے۔

گیارھویں دلیل:۔ قرآن مجید سے مَیں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مسیح بن مریم فوت ہو چکے۔ اور آپکا یہ دعویٰ کہ وہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ ہیں قرآن کریم اس دعویٰ کی تائید نہیں کرتا بلکہ زور سے اس کی تردید کر رہا ہے۔ اور اس طرح خدا کے پیارے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی اے بھائیو آپ کے خیال کو باطل قرار دیتا ہے چنانچہ .... حضرت فاطمۃ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ان عیسی ابن مریم عاش مائۃ و عشرین سنۃ (کنز العمال) کہ عیسیٰ ابن مریم ۱۲۰ برس زندہ رہے۔ یہ حدیث کیسی واضح ہے صاف طور پر بتلا رہی ہے کہ مسیحؑ ۱۲۰ برس کی زندگی بسر کر کے تشریف لے گئے اور اس سے زیادہ آپ زندگی نہیں پاسکے۔ مگر ایک آپ ہیں کہ خدا کے رسول کے صریح خلاف انہیں دو ہزار برس سے زندہ سمجھ رہے ہیں۔

بارھویں دلیل:۔ حضورؐ نے فرمایا۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیّین لما وسعھما الا اتباعی اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو اُنہیں میری پیروی کے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا (الیواقیت والجواہر و تفسیر ابن کثیر) یہ حدیث بھی کیسی واضح ہے اگر حضرت عیسیٰ فی الواقعہ زندہ ہوتے تو حضورؐ یہ نہ فرماتے کہ اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ بلکہ یہ ارشاد ہوتا حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور وہ ضرور میری پیروی کرینگے۔ مگر آپ کا یہ فرمانا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے تو ضرور میری پیروی کرتے ثبوت ہے اس بات کا کہ نہ موسیٰؑ زندہ ہے اور نہ ہی عیسیٰؑ۔ اور اس لئے وہ آپ کی پیروی نہیں کر سکتے۔

تیرھویں دلیل:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیحؑ کے دو حُلیے بیان فرمائے ہیں ایک کا حُلیہ سُرخ رنگ۔ گھنگھریالے بال اور دوسرے کا گندمی رنگ اور سیدھے و لمبے بال ان حُلیوں کا مختلف ہونا یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ دو الگ الگ شخص ہیں۔ نہ کہ ایک ہی شخص۔ حضرت مسیح ناصریؑ کا حضورؐ نے سُرخ رنگ اور گھنگھرالے بال حلیہ بتایا اور جس مسیحؑ نے اُمّت محمدیہ میں دجّال کا قلع قمع کرنے کیلئے آنا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کا گندمی رنگ اور سیدھے بال۔ اس سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ سُرخ رنگ اور گھنگھرالے بالوں والا مسیحؑ جو تھا فوت ہو چکا۔ اور وہ زندہ نہیں۔ ورنہ اگر حضرت مسیحؑ زندہ ہوتے اور خود ہی آنا ہوتا تو حُلیہ میں اختلاف نہ ہوتا۔ یہ دو نو حُلیے بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ مصری میں درج ہیں۔

نوٹ:۔ حلیوں والی حدیث کا جواب دیتے ہوئے مولوی لال حسین نے کہا کہ اس حدیث کے ساتھ ہی لکھا ہے کہ دو حُلیے نہیں ایک ہی حلیہ ہے۔ احمدی مبلّغ نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ بالکل تم جھوٹ کہتے ہو نکالو وہ الفاظ جن میں یہ لکھا ہے کہ یہ ایک ہی حُلیہ ہے۔ اور مُنہ مانگا انعام لو۔ ورنہ اس جھوٹ سے کیا فائدہ۔

چودھویں دلیل:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جہاں اور نبیوں سے ملاقات کی وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور انہیں حضرت یحییٰؑ کے ساتھ دیکھا (بخاری جلد ۲ صفحہ ۲۰۲) اگر حضرت مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ زندہ ہیں تو وہ وفات یافتہ انبیاءؑ میں کیسے شامل ہو گئے۔ حضرت یحییٰ جو وفات پا چکے ہیں اُن کے ساتھ حضورؐ کا حضرت عیسیٰ کو دیکھنا یہ زبردست ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بھی مر کر وفات یافتہ انبیاءؑ میں شامل ہو گئے۔ اور یا پھر باقی انبیاءؑ کو بھی جسم خاکی کے ساتھ زندہ مانو۔ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ نرالا سلوک کیوں ہے۔

پندرھویں دلیل:۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری دفعہ بیمار ہوئے اور آپؐ کی تکلیف بڑھ گئی۔ تو صحابہ کرامؓ آپ کی وفات پا جانے سے گھبرائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی گھبراہٹ کو دیکھتے ہوئے بمشکل سہارا لیتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد فرمایا۔

ایھا الناس بلغنی انکم تخافون من موت نبیّکم ھل خلد نبیٌّ قبل فیمن بُعث فاخلد فیکم؟ اور وانی لاحق بربّی وانّکم لاحقون بی (سیرۃ المختار صفحہ ۱۴) اے لوگو! مجھے معلوم ہُوا ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے ڈرتے ہو کیا کوئی نبی مجھ سے پہلے زندہ رہا ہے جو میں تم میں زندہ رہوں۔ یاد رکھو! کہ میں خدا تعالیٰ سے ملنے والا ہوں اور تم بھی میرے ساتھ ملنے والے ہو۔

دیکھئے کیسے صاف الفاظ ہیں۔ ان الفاظ کے ہوتے ہوئے بھی کیا آپ یہی کہینگے کہ حضرت مسیحؑ زندہ ہیں۔ اگر حضرت مسیحؑ زندہ ہوتے تو آنحضرتؐ صحابہ کرامؓ سے یہ دریافت ہی نہ کرتے کہ مجھ سے پہلے بھی کوئی زندہ رہا ہے؟ اور پھر صحابہؓ نے بھی جواباً نہ کہا کہ حضورؐ حضرت عیسیٰؑ کیا زندہ نہیں ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ھل خلد نبی قبلی کہ کیا مجھ سے پہلے کوئی نبی زندہ رہا ہے؟ یہ ثبوت ہے اس بات کا حضورؐ سے پہلے کوئی نبی زندہ نہ تھا اور یہی وہ دلیل تھی جس کی بنا پر آپؐ صحابہؓ کو تسلّی دینا چاہتے تھے۔ کہ جب پہلے تمام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے تمام نبی فوت ہو گئے ہیں تو میری موت بھی ضروری ہے اور تم کو اس سے گھبرانا نہ چاہیئے۔

آہ! کس قدر فرق ہے تیرہ سو سال پہلے کے مسلمانوں اور آج کے مسلمانوں میں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت سے گھبراتے ہیں آپ کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ کے مسلمان ہیں کہ حضور پُر نور کو یثرب میں مدفون کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ کو آسمان پر زندہ بیٹھا ہوُا دیکھ کر خوشیاں مناتے اور شادیانے بجاتے ہیں۔ پس بات تو یہ ہے کہ ہم احمدی تو قطعاً اس بات کو برداشت نہیں کر سکتے کہ حضرت عیسیٰؑ کو تو زندہ آسمان پر سمجھیں اور حضورؐ کو مُردہ ؎

غیرت کی جا ہے عیسیٰؑ زندہ ہو آسمان پر ٭ مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہاں شاہِ مدنی اور محبوبِ خدا سے بڑھکر کسی کو بھی کسی قسم کی فضیلت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

اور اے بھائیو! اگر آپ کے دل میں بھی فی الواقعہ اسلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت ہے۔ اور اگر آپ اسلام کو زندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو خدارا اس لغو عقیدہ کو ترک کریں۔ اور اسلام کو زندہ ہونے دیں۔

اس کے علاوہ احمدی مبلّغ نے اپنی باریوں میں مندرجہ ذیل پینتیس (۳۵) سوال جو مسیحؑ کو جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر ماننے سے پیدا ہوتے ہیں پیش کیئے۔ مگر افسوس کہ سوائے ایک دو سوالوں کے بیہودہ جواب کے مولوی لال حسین کسی سوال کا جواب نہ دے سکا۔

پہلا سوال:۔ حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا خدا تعالیٰ نے مجھے تاکیدی حکم دیا ہے کہ مَیں جبتک زندہ رہوں نماز اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں اگر حضرت مسیحؑ زندہ ہیں تو بتاؤ وہ آسمان پر کس کو زکوٰۃ دیتے ہیں؟ کیا آسمان پر جسم خاکی کے ساتھ کچھ اور لوگ بھی زندہ موجود ہیں جو حضرت مسیحؑ سے زکوٰۃ لیتے ہیں؟ ان زکوٰۃ لینے والے غرباء کی زندگی کا کیا ثبوت ہے؟

دوسرا سوال:۔ مسیحؑ آسمان پر کونسی نماز پڑھتے ہیں آیا اسلامی یا اسرائیلی؟ اور کس طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں؟

تیسرا سوال:۔ ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق (یٰسین ع ۵) ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم من بعد علم شیئاً (نحل ع ۹) خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کی عمر زیادہ ہو جائے اور وہ پیر فرتوت بن جائے تو اس کے قویٰ اور اعضاء کمزور و ڈھیلے ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اُس کا علم بھی جاتا رہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا مسیح کی عمر جبکہ اب دو ہزار برس کی ہو چکی ہے اُس عمر میں بھی وہ اُسی طرح جوان ہونگے۔ جیسے آسمان پر گئے تھے یا عمر کے تقاضا کی وجہ سے وہ بوڑھے اور ارذل العمر کو پہنچ چکے ہونگے؟

چوتھا سوال:۔ اگر وہ بوڑھے ہو گئے ہیں تو اب اُن کے آنیکا فائدہ کیا؟ کیونکہ وہ کام تو کر نہیں سکیں گے اعضاء کے لحاظ سے وہ معذور ہونگے۔ علم بھی اُن کا جاتا رہیگا۔

پانچواں سوال:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مایستوی الاعمیٰ والبصیر ولا الظلمٰت ولا النور ولا الظل ولا الحرور وما یستوی الاحیاء ولا الاموات (فاطر ع) اندھا اور بینا، اندھیرے اور نور، سایہ اور گرمی برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی زندہ اور مُردہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے بینا، سایہ اور زندہ خاص فضیلت رکھتا ہے مردہ، گرمی اور اندھے پر۔ سوال میرا یہ ہے کہ تم اس بات کو تسلیم کرتے ہو کہ حضرت مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں اور قرآن کہتا ہے کہ زندہ کو مردہ پر فضیلت ہے اب کیا تمھارے اس عقیدہ کی رُو سے حضرت مسیحؑ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل نہ ٹھیرے؟

تمھارے مرزا مر چکے ہیں اور مَیں زندہ ہوں پھر مجھے بھی افضل مان لو۔

خدا تمھیں سمجھ دے۔ یہ عام زندگی اور موت کا تو سوال ہی نہیں بلکہ وہ خاص زندگی جو تم حضرت مسیحؑ کو خصوصیت کے ساتھ دیتے ہو۔ ایسی زندگی کے ہوتے ہوئے حضرت مسیحؑ افضل ٹھیرتے ہیں۔

چھٹا سوال:۔ جب اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کو جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر لے گیا اور آنحضرتؐ نے کفار کے مطالبہ پر کیوں یہ فرمایا کہ سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کہ انسان رسول آسمان پر نہیں جایا کرتا۔ کیا تمھارے عقیدے کی موجودگی میں نعوذ باللہ آنحضرتؐ کا یہ فرمان خلاف واقعہ نہیں ٹھیرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آسمان پر جانے کے متعلق ہی تو نہیں کہا بلکہ کفار کے باقی معجزوں کے متعلق۔

مجھے کب اس سے انکار ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی معجزات کے متعلق یہ جواب نہیں دیا۔ کیا ان مطالبات کفار میں سے یہ مطالبہ نہ تھا او ترقیٰ فی السماء جب تھا تو پھر اس کا جواب آپ یہی دیتے کہ اچھا لو مَیں آسمان پر جا رہا ہوں یا خدا تعالیٰ ہی آپ کو اُٹھا کر لیجاتا۔ مگر آپ نے تو اس مطالبہ کو شامل کرتے ہوئے باقی مطالبات کا بھی یہی جواب دیا کہ یہ انسان رسول کی شان کے شایاں نہیں۔ حضرت مسیحؑ بھی انسان تھے اور یا عیسائیوں کی طرح اُسے خدا مان لو۔

ساتواں سوال:۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ انبیاء آتے رہے۔ اور کفار اُن کو مصائب اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تکالیف پہنچاتے رہے۔ ان سب کی حفاظت خدا تعالیٰ نے اسی دنیا میں ہی کی اور کسی کو آسمان پر اٹھا کر مخالفوں اور دشمنوں سے نہ بچایا۔ حضرت مسیح سے یہ نرالا سلوک کیوں کیا گیا؟ اس ترجیح کے کون سے خاص اسباب تھے؟

آٹھواں سوال:۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے سردار اور سب سے زیادہ خدا کو محبوب تھے۔ آپ کو کفار مکہ اور طائف کے لونڈوں نے پتھراؤ کیا ٹخنوں سے خون جاری ہو گیا جنگ احد میں دانت مبارک شہید ہو گیا۔ اسوقت حضورؐ کو خدا تعالیٰ نے بچانے کیلئے آسمان پر کیوں نہ اُٹھایا۔ تا ان تکالیف سے بچ جاتے۔ وہ کونسا باپ ہے جو اس بات کو برداشت کر سکے کہ اس کے سامنے اس کے بچے کو مارا جا رہا ہو پتھراؤ ہو رہا ہو اور وہ خاموش رہے اور اس کی حفاظت نہ کرے؟ اور مسیحؑ کو جب یہود نے قتل اور صلیب پر مارنے کا قصد کیا تو کیوں آسمان پر اُٹھا لیا۔ کیا وہ خدا کے ہاں آنحضرتؐ سے زیادہ پیارے تھے؟

نواں سوال:۔ حضرت مسیحؑ کو بچانے کے لئے آپ کی شکل کسی اور شخص پر کیوں ڈالی گئی اور اسے کیوں مروایا گیا؟ کیا کسی اور نبی کے ساتھ بھی خدا کا ایسا سلوک ہوا؟ کیا آنحضرتؐ کے دشمنوں میں سے کسی پر آپؐ کی شکل ڈالکر اسکو مروایا گیا؟

دسواں سوال:۔ جس شخص پر مسیحؑ کی شکل ڈالی گئی اور اسے مروایا گیا۔ اُس کا کیا قصور تھا۔ کیا یہ خدا تعالیٰ کی صفت عدل کے صریح خلاف نہیں؟ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔

گیارھواں سوال:۔ جس شخص پر حضرت مسیحؑ کی شکل ڈالی گئی اگر وہ یہودی تھا تو کیوں ایک مقدس کی شکل و صورت کو ایک کافر اور دشمن خدا پر ڈالکر مقدس صورت کی توہین کی گئی؟

بارھواں سوال:۔ اس واقعہ کے بعد کیا حضرت مسیحؑ کا حلیہ تبدیل ہو گیا تھا اور آپؑ کی شکل و صورت پہلی سی نہ رہی تھی؟ اگر نہیں رہی تھی تو اس کا کیا ثبوت۔

تیرھواں سوال:۔ جس شخص کو یہودیوں نے صلیب پر مارا تھا اس پر تو مسیح کی شکل و صورت ڈال دی تھی اور اسی واسطے یہود نے اُس کو مار بھی دیا تو پھر یہودیوں کا ماناقتلنا کیونکر غلط ہوا۔ یہودی آخر مسیحؑ کی شکل و صورت کے ہی تو دشمن تھے۔

چودھواں سوال:۔ اور اگر کہو کہ واقعہ میں حضرت مسیحؑ کی شکل اور صورت بدل گئی اور وہ ایک یہودی پر ڈال دی گئی تو کیا خدا کو نعوذ باللہ یہ ڈر تھا کہ اگر مسیح کی ہی شکل صورت رہی تو وہ اس کا پیچھا نہیں چھوڑینگے اور پھر اسے مارنے کی کوشش کرینگے؟

پندرھواں سوال:۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے مسیحؑ کی شکل کسی یہودی پر ڈالدی اور حضرت مسیح کی شکل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدل گئی اور یہودیوں نے مسیحؑ کی شکل وصورت والے آدمیوں کو قتل بھی کر دیا تھا۔ تو پھر آسمان پر مسیحؑ کو کیوں اُٹھایا گیا؟ اور اس طرح اسے بچایا گیا۔

سولھواں سوال:۔ کیا حضرت مسیح اپنے جسم خاکی کے ساتھ دن کو اٹھائے گئے تھے یا رات کو۔ اگر دن کو اُٹھائے گئے تھے تو اتنے عظیم الشان واقعہ کا کیا کوئی عینی شاہد ہے؟

سترھواں سوال:۔ اگر مسیح کو رات کے وقت آسمان پر اُٹھایا گیا تو کیوں؟ کیا خدا تعالےٰ کو نعوذ باللہ ڈر تھا کہ کہیں دن کے وقت یہود مسیح کو آسمان پر جاتا نہ دیکھ لیں اور وہ بھی آسمان پر کہیں نہ پہنچ جائیں۔

اٹھارھواں سوال:۔ آپ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا رفعہ اللہ الیہ خدا تعالیٰ نے اپنی طرف اُٹھا لیا کیا خدا تعالیٰ کی کوئی خاص طرف ہے جس میں وہ رہتا ہے؟

اُنیسواں سوال:۔ اللہ تعالیٰ اگر صرف آسمان میں ہی رہتا ہے اور وہی اس کی خاص طرف ہے تو بتاؤ کہ وہ سات آسمانوں میں کس آسمان میں رہتا ہے؟ کیا وہ دوسرے آسمان پر ہے یا عرش پر؟

بیسواں سوال:۔ اگر خدا تعالیٰ عرش پر رہتا ہے تو مسیحؑ کو دوسرے آسمان پر کیوں بٹھایا وہاں تو خدا رہتا نہیں؟

اکیسواں سوال:۔ اگر خدا تعالیٰ کی کوئی خاص طرف قرار دیتے ہو تو اس سے وہ محدود لازم آتا ہے۔ اور یہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے؟

بائیسواں سوال:۔ خدا نے حضرت مسیحؑ کو کیا اپنے داہنے طرف بٹھایا ہوا ہے یا بائیں طرف؟

تیئیسواں سوال:۔ اگر سچ مچ مسیحؑ زندہ ہوں اور وہ کسی زمانہ میں اُتر آئیں تو بتائیں وہ آیات اور احادیث جو اب تم نے اُن کی زندگی اور آسمان پر موجود ہونے کی پیش کیں اُس وقت ان کو قرآن وحدیث سے نکال دیا جائیگا؟

چوبیسواں سوال:۔ اور اگر ان آیات قرآنی اور احادیث کو قرآن وحدیث سے نکال دوگے یا انہیں منسوخ کردگے تو کہیں خدا اور اس کے رسولؐ نے یہ فرمایا ہے کہ جب مسیحؑ اُتریں تو تم انہیں منسوخ سمجھنا؟ اور اگر یہ نہیں لکھا تو ہم کیسے انہیں منسوخ کر سکتے ہیں۔ جبکہ وہ خدا کا حکم ہے۔

پچیسواں سوال:۔ اور پھر یہ بھی ذرا لگے ہاتھ بتاتے جانا کہ خود حضرت مسیحؑ ان آیات کے اپنے اُترنے کے وقت کیا معنے کرینگے۔ جن سے تم یہ نتیجہ نکالتے ہو کہ وہ آسمان پر موجود ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چھبیسواں سوال:۔ اور پھر اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ جس وقت تمہارے خیال ناقص کے مطابق مسیحؑ آسمان سے اتریں گے۔ تو اس وقت کے لوگ ان کے سامنے یہی دلیلیں نہ پیش کرینگے جو اب تم حضرت مرزا صاحبؑ کے مقابل میں مسیحؑ کے زندہ اور آسمان پر جانے کی پیش کر رہے ہو؟

ستائیسواں سوال:۔ قرآن مجید میں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ کی قوم بچھڑے کی پوجا کرنے لگ گئی تو رجع موسیٰ الیٰ قومہ غضبان اسفًا موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف غضبناک اور افسوسناک حالت میں لوٹے۔ اب سوال یہ ہے کہ موسیٰؑ چالیس راتوں کے لئے جاتا ہے اور قوم کے بگڑنے پر واپس دوڑا آتا ہے۔ لیکن یہاں ۴۰ روز چھوڑ دو ہزار برس کا عرصہ ہوگیا قوم کا بیڑا غرق ہوگیا مگر حضرت مسیحؑ ہیں کہ آسمان سے اترنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ اور نہ ہی خدا تعالیٰ آپؑ کو خبر کرتا ہے کہ آپؑ کی قوم بگڑ گئی۔ اب تشریف لیجائیں۔

اٹھائیسواں سوال:۔ اگر حضرت مسیحؑ کو خدا تعالیٰ نے قوم کے بگڑنے کی حالت بتا دی ہے تو وہ کیوں نہیں اترتے انہیں آسمان پر زندہ رکھنے کا فائدہ ہی کیا تھا جبکہ وہ مصیبت کے وقت نہ نازل ہوئے؟

انتیسواں سوال:۔ قرآن مجید سے کوئی ایک ہی آیت نکالو۔ جس میں لکھا ہو کہ مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں؟

تیسواں سوال:۔ کوئی ایک ہی صحیح حدیث پیش کرو۔ جس میں لکھا ہو کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے؟

اکتیسواں سوال:۔ لغت عرب سے کوئی ایک ہی مثال پیش کرو جبکہ فاعل اللہ تعالیٰ مفعول ذی روح اور توفّی باب تفعّل سے ہو کوئی قرینہ صارفہ نہ ہو اور پھر اس کے معنے قبض روح کے علاوہ کچھ اور ہوں۔

بتیسواں سوال:۔ لغت عرب سے کوئی ایک مثال پیش کرو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ رافع ہو کسی ذی روح کا اور رفع کا فعل اس کے لئے استعمال ہوا ہو اور پھر اس کے معنے جسم خاکی کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھانے کے ہوں۔

تینتیسواں سوال:۔ لغت عرب سے یا قرآن مجید سے کوئی ایک مثال پیش کرو کہ جب اللہ تعالیٰ کسی ذی روح کے متعلق نزول کے لفظ کو استعمال کرے اور اس وقت اس کے معنے جسم خاکی کے ساتھ آسمان سے اترنے کے ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چونتیسواں سوال:۔ قرآن مجید میں بائیس کے قریب نبیوں کا ذکر آتا ہے اور عام اہل الاسلام کے عقیدہ کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی ہوئے۔ ان میں سے کتنے نبی ہیں جن کے متعلق خدا نے فرمایا ہو کہ وہ مر چکے ہیں؟ اور اس بنا پر تم انہیں فوت شدہ تسلیم کرتے ہو۔ اور اگر خدا تعالیٰ نے ان کی وفات کے متعلق اس رنگ میں خبر نہیں دی جس وضاحت کے ساتھ مسیح ؑ کی دی ہے تو کیوں اُن نبیوں کو زندہ آسمان پر نہیں سمجھتے؟

پینتیسواں سوال:۔ سائنس اس بات کو ناممکن قرار دیتی ہے کہ کوئی انسان جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چلا جائے۔ تو مسیح ؑ کے متعلق یہ کیسے سمجھا جائے کہ وہ آسمان پر چلے گئے ہوں۔

نوٹ ع۱:۔ آخری سوال کا جواب دیتے ہوئے مولوی لال حسین نے کہا کہ آپ کیا سائنس جانیں آیئے میں آپ کو بتاؤں کہ سائنس کی رُو سے یہ واضح ہے کہ زمین بھی آسمان سے گری ہے۔ اور اُسی کا ایک ٹکڑا ہے۔

امید ہے دُنیائے سائنس کے لئے یہ ایک دلچسپ انکشاف ہوگا۔ جو غیر احمدیوں کے مولوی نے نیروبی کی پبلک میں بیان کیا۔ "لال حسینی تحقیق" قابل داد ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ علمی دنیا میں جب اس بات کا چرچا ہوگا۔ تو ممکن ہے ہندو یونیورسٹیوں کی طرف سے آپ کو شعبہ سائنس کا انچارج مقرر کر دیا جائے۔ کیونکہ زمین کو آسمان سے گرانا یہ مولوی لال حسین ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

مگر مشکل تو یہ ہے۔ کہ اس جواب دینے سے سوال پھر بھی قائم ہے۔ زمین کے گرنے سے یہ کیسے ثابت ہو گیا کہ آسمان پر جانا انسان کا ممکن ہے۔

نوٹ ع۲:۔ احمدی مبلغ نے جب بار بار یہ مطالبہ کیا کہ قرآن مجید سے مسیح ؑ کا جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر جانا ثابت کرو تو جامع مسجد نیروبی کے خطیب مولوی عبد السلام صاحب نے مولوی لال حسین کو لقمہ دیتے ہوئے کہا کہ تم احمدی مبلغ سے یہ مطالبہ کرو کہ وہ مسیح ؑ کے متعلق قرآن سے "مات ودفن فی الارض" کے الفاظ نکالے اس پر انعام (لو کہا)

احمدی مبلغ نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:۔

حضرات! دعویٰ مولوی لال حسین کا یہ تھا کہ مسیح زندہ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر موجود ہے۔ ان کا فرض تھا کہ یہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قرآن و حدیث سے کوئی دلیل پیش کرتے۔ لیکن انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک دلیل بھی پیش نہ کی۔ اور اب مجھ سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ تم بتاؤ مسیح کے متعلق لکھا ہو؛- " مات ودفن فی الارض" گویا ان کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں رہی۔ اور لکھو انعام اور میں تمھیں یہ نکال دیتا ہوں۔ جہاں تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ لکھا دکھا دو کہ مات ودفن فی الارض قرآن مجید میں وہیں ساتھ ہی مسیحؑ کے متعلق بھی لکھا ہوا دیکھ لو۔ کیونکہ اس مطالبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے نبیوں کی وفات کو اس طرح تسلیم کیا ہے کہ ان کے متعلق قرآن میں پڑھا " مات ودفن فی الارض"

دوسرا جواب:۔ افان مات او قتل۔ میں صاف مات کا لفظ لکھا ہے اور یہ اُن نبیوں کے متعلق ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تھے۔ اور مسیحؑ بھی حضورؐ سے پہلے ہی تھے اور پھر قرآن میں ہے والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء۔ کہ وہ ہستیاں جن کو خدا کے علاوہ معبود سمجھا جاتا ہے وہ " اموات" مرچکی ہیں " غیر احیاء" زندہ نہیں ہیں۔ اور حضرت مسیحؑ کو بھی خدا سمجھا جاتا ہے۔ اب بتاؤ اس سے واضح اور کیا تم چاہتے ہو۔ پھر قرآن مجید کی بہت سی آیات سے میں نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت مسیحؑ زندہ نہیں ہیں بلکہ مر چکے۔ اور فوت ہو چکے۔

بھائیو! میں نے اُن تمام دلائل کا جو مسیحؑ کی زندگی کے متعلق مولوی لال حسین نے پیش کیے۔ جواب دینے کے علاوہ اُن کے بے بنیاد عقیدہ پر ۳۵ سوال کیے جن کا جواب کوئی نہیں دیا گیا ۱۵ قرآن وحدیث کی دلیلیں پیش کیں جن سے صاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیحؑ جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر زندہ نہیں بلکہ وہ مر چکے ہیں اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ خدا کا پیارا۔ ہاں خدا کا محبوب شاہ مدنیؐ تو زمین میں مدفون ہوں۔ اور حضرت مسیحؑ آسمان پر زندہ موجود۔ پھر آپ غور کریں کہ اگر ان لوگوں کے پاس مسیحؑ کے جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر ہونے اور ان کی زندگی کا کوئی ثبوت ہوتا اور قرآن مجید میں کوئی ایک آیت بھی ہوتی تو ہمارے مکرم بھائی سیٹھ عثمان صاحب کا پندرہ ہزار شلنگ کا انعام یہ نہ حاصل کر لیتے جو کہ آج بھی اسی طرح قائم ہے۔

پس اصل بات جو قرآن وحدیث، عقل ونقل سے ثابت ہے وہ یہی ہے کہ ؎

ابن مریمؑ مرگیا حق کی قسم ٭ داخلِ جنت ہوا وہ محترم

اللہ تعالیٰ آپ کو غور کرنے اور سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مدارج قرآن و حدیث کے متعلق اہل حدیث کا عقیدہ

(نمبر ۲)

اب مَیں ذیل میں وہ دلائل درج کرتا ہوں۔ جن سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ اہل حدیث کا مذہب بالکل غلط ہے۔ اور جو مسلک ان لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے صحیح نہیں۔

الدلیل الاوّل قرآن مجید خدا تعالیٰ کا قطعی کلام ہے۔ اور اپنے اندر اس قدر تواتر رکھتا ہے جس کا کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ اور آج تک ایسا تواتر کسی دوسری کتاب کو دنیا بھر میں میسّر نہیں ہوسکا۔ اس کا ہر لفظ تواتر سے ہمیں پہنچا ہے۔ ہر زیر و زبر اپنے ساتھ تواتر رکھتی ہے۔ اس کا نقطہ و شعشہ لپیٹے اوپر تواتر کی چادر اوڑھے ہوئے ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے لکھا گیا۔ ہزاروں حفاظ نے اسے حفظ کیا۔ اور اپنے سینوں میں محفوظ رکھا۔ اور فأتوا بسورۃ من مثلہ کی زبردست تحدّی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ جس نے قطعی طور پر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ کلام خداوندی ہے۔ بشریت کا اس کلام میں ذرّہ بھر بھی دخل نہیں۔ اور تمام قوائے انسانی سے یہ بالاتر ہے۔ اور اس کی مثل بننا ناممکن بلکہ محال ہے۔ لیکن احادیث کا جو حال ہے۔ وہ سب پر عیاں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کے لکھنے کا کوئی خاص اہتمام نہیں کیا گیا۔ تیسری صدی ہجری میں ان کی تدوین کا کام تکمیل کو پہنچا۔ خوارج اور روافض نے جس قدر احادیث موضوعہ کے انبار احادیث میں ملائے ہیں۔ وہ سب محدثین پر واضح ہیں۔ محدثین کو جسقدر عرق ریزی صحیح احادیث کو ان احادیث موضوعہ سے الگ کرنے کے لئے کرنی پڑی۔ وہ اہل حدیث پر مخفی نہیں۔ صرف امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی جامع صحیح میں ۶ لاکھ احادیث میں سے صرف سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) احادیث درج کیں۔ اور باقی کو ردّی کی ٹوکری میں پھینکدیا۔ اور ان پر بھی کسی کو یقین کا دعوٰی نہیں۔ بلکہ اس کے راویوں کے متعلق محققین نے یہ لکھا ہے۔ کہ اس کے بھی بعض راوی قدری اور اہل بدع میں سے ہیں۔ صحیح مسلم کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحقیق کے لئے شیعوں کی کتاب قدح مسلم ملاحظہ ہو۔ کہ کس طرح اس نے صحیح مسلم کے راویوں کے حالات کو منکشف کیا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ احادیث غایت کار ظن کا مرتبہ اپنے اندر رکھتی ہیں۔ والظن لا یغنی من الحق شیئاً۔ کوئی حدیث تواتر کا حکم اپنے اندر نہیں رکھتی۔ صرف دو احادیث کے متعلق تواتر کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اوّل البیّنۃ علی المدعی والیمین علی من انکر۔ دوم۔ انما الاعمال بالنیات۔ لیکن دو تو پر بھی اتفاق نہیں۔ ایک فریق حدیث اوّل کے متعلق کہتا ہے۔ کہ متواتر ہے۔ دوسرا فریق حدیث دوم کے متعلق دعویٰ کرتا ہے۔ کہ وہ متواتر ہے۔ پس جب دونو کے متعلق ہی اختلاف ہو گیا۔ تو ان میں سے کوئی بھی متواتر ثابت نہ ہوئی۔ اگر ایک کے متعلق ہی اتفاق ہوتا۔ تو تب بھی کم از کم یہ کہا جا سکتا تھا۔ کہ ایک حدیث متواتر تو دنیا میں پائی جاتی ہے لیکن جب ایک حدیث بھی متواتر دنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اور سب مجموعہ ظنیات ہیں۔ تو کس طرح اس کو ایک متواتر اور قطعی اور یقینی کلام پر قاضی اور مقدم قرار دیا جاتا ہے۔

الدلیل الثانی احادیث کے اندر صدہا اختلاف پائے جاتے ہیں۔ بہت سی ایسی احادیث ہیں۔ جو ایک دوسری کے صریح خلاف ہیں۔ وہ کتب احادیث جن کے متعلق اہل حدیث کا اعتقاد ہے۔ کہ وہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہیں ان میں بھی بہت سی ایسی احادیث پائی جاتی ہیں۔ جن میں اختلاف ہے۔ مثلاً بخاری میں ایک روایت درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج کی رات میں چھٹے آسمان پر دیکھا اور دوسری روایت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھٹے آسمان پر بتلایا ہے۔ اور ایسے ہی بخاری میں ایک جگہ یہ مروی ہے۔ کہ معراج نیند کی حالت میں ہوا تھا۔ اور دوسری جگہ مروی ہے۔ کہ معراج بیداری کی حالت میں ہوا۔ اور اسی پر اکثر صحابہ کا اتفاق بھی ہے۔ (یہ نہیں کہا جا سکتا جیسا کہ اکثر اہل حدیث کہا کرتے ہیں۔ کہ معراج متعدد مرتبہ ہوا۔ اس لئے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا پھر دوسری دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا۔ یہ رکیک تاویل ہے۔ کیونکہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ انبیاء اور اولیاء بعد موت اپنے اپنے مقامات سے تجاوز نہیں کرتے۔ اور اسی طرح یہ بھی ماننا پڑیگا کہ خدا تعالیٰ خواہ مخواہ بعض احکام ناقابل تبدیل اور مستمرہ کو فضول طور پر منسوخ کرتا رہا پھر ان کا حکم دیتا رہا۔ مثلاً حدیث میں یہی واقعہ ہے۔ کہ پہلے نمازیں پچاس مقرر کیں۔ پھر آہستہ آہستہ پانچ کی گئیں۔ اس لئے ہر دفعہ جب بھی معراج ہوا یہی واقعہ ہوتا رہا۔ اور پھر ان تینوں روایتوں میں محل نزول جبرائیل بھی مختلف بیان ہوا ہے۔ ایک میں بیان ہوا ہے۔ کہ عند البیت نزول جبرائیل ہوا۔ دوسری میں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ہی گھر میں ہُوا۔ تیسری یہ ہے۔ کہ قبل ان یوحی (قبل از وحی) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج رسالت سے پہلے ہُوا۔ حالانکہ اسراء بعد از بعثت ہُوا ہے جیسا کہ نمازوں کی فرضیت سے صاف ظاہر ہے۔ اور خود حدیث بھی گواہی دے رہی ہے۔ کہ یہ بعد از بعثت کا واقعہ ہے۔ جیسا کہ بواب سماء کے سوال ابعث کے جواب میں حضرت جبریل کا قول نعم درج ہے۔ اور ایسے ہی اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ جو ایک دوسری کے صریح خلاف ہیں۔ اسی طرح صحیح مسلم کا حال ہے۔ پس جب ان کتب احادیث میں جن کو بعد کتاب اللہ صحیح مانا جاتا ہے۔ اس قدر اختلاف ہے۔ تو پھر دوسری کتب احادیث جن کو یہ درجہ حاصل نہیں۔ ان کا کیا حال ہوگا۔ لیکن اس کے برخلاف قرآن مجید میں بالکل کوئی اختلاف نہیں اور اس کا یہ دعوئی ہے۔ کہ لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً یعنی قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا یہ زبردست ثبوت ہے۔ کہ اس میں ذرہ بھی اختلاف نہیں۔ (اگر کوئی شخص قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کو پیش کرے۔ تو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن مجید میں کوئی ناسخ و منسوخ نہیں۔ ۱- یہی آیت مذکورہ بالا اس کو باطل کر رہی ہے۔ کیونکہ ناسخ و منسوخ کا بھی یہی مطلب ہے کہ ایک جگہ کچھ حکم ہو اور دوسری جگہ اور یہ اختلاف ہے۔ اور کلام الٰہی کہتا ہے۔ کہ مجھ میں ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں۔ ۲- خود حضرت رسول مقبول صلعم نے کہیں نہیں فرمایا۔ کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اور یہ ناسخ ہے۔ جس سے یہ عقیدہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔ ۳- قائلین ناسخ و منسوخ در قرآن کا اختلاف بتلا رہا ہے۔ کہ یہ عقیدہ غلط ہے۔ اگر یہ عقیدہ غلط نہ ہوتا۔ تو ان میں اختلاف کیوں ہوتا۔ مثلاً ابن عربی کے نزدیک پانچ سو آیت قرآن کی منسوخ ہے۔ ان کے بعد امام جلال الدین سیوطی آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ پانچ سو نہیں بلکہ پچیس آیات منسوخ ہیں۔ اور باقی آیتوں میں تطبیق کر دی ہے۔ ان کے بعد شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں امام سیوطی کو غلطی لگی ہے۔ در اصل پانچ آیات منسوخ ہیں۔ اور باقی آیات میں تطبیق کر دی ہے۔

اس سے صاف معلوم ہُوا۔ کہ ناسخ و منسوخ قرآن میں ہے ہی نہیں۔ صرف یہ وجہ ہے۔ کہ جس کی سمجھ میں کوئی آیت نہیں آئی۔ اس نے کہدیا۔ یہ آیت منسوخ ہے۔ اور اگر بہ نظر غور دیکھا جائے۔ تو یہ پانچ آیات بھی منسوخ نہیں۔ من شاء التفصیل فلیرجع الیٰ خزینۃ العرفان فی تفسیر القرآن للمسیح الموعود تحت ما ننسخ من اٰیۃ الاٰیہ و درس القراٰن) پس کس طرح اس کلام کو جس میں صریح اختلافات نظر آ رہے ہیں۔ اس کلام کے مقابلہ میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ جس میں ذرہ بھر بھی اختلاف نہیں۔ اور کس طرح اس کلام کو جس میں صریح اختلافات نظر آ رہے ہیں۔ اس کلام پر جس میں بنظر عمیق اور تحقیق و تدقیق آج ساڑھے تیرہ سو سال تک دیکھنے سے ایک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اختلاف بھی نظر نہیں آ سکا مقدم کیا جا سکتا ہے۔ اور کس طرح اس کلام کو جس کے جمع کرنے میں انسانی دخل ہے۔ اس کلام کے مقابلہ میں جس میں انسان کا ذرہ بھر بھی دخل نہیں قاضی قرار دیا جا سکتا ہے ؂

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے۔

الدلیل الثالث } خود قرآن مجید اس امر کا فیصلہ کرنے کیلئے کہ کیا قرآن مجید احادیث پر مقدم اور قاضی ہے اور ان کی صحت کیلئے محک و معیار ہے۔ اپنے آپکو ہر ایک حدیث پر مقدم اور قاضی قرار دیتا ہے۔ اور ہر حدیث کی صحت پرکھنے کیلئے اپنے آپکو محک و معیار بتلاتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے فبایّ حدیث بعدہ یؤمنون۔ کہ ہر ایک حدیث جو قرآن کے برخلاف ہو وہ واجب القبول نہیں۔ پھر جس جگہ اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول کا ذکر آتا ہے۔ ہر ایک موقعہ اور جگہ پر پہلے اطاعت اللہ کو رکھا ہے۔ اور پھر اطاعت رسول کو۔ جہاں بھی فرمایا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فرمایا ہے اطیعوا الرسول واطیعوا اللہ نہیں فرمایا۔ اور فرماتا ہے۔ وما انزلنا علیك الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدًی ورحمۃ لقومٍ یؤمنون (نحل ع ۸) کہ قرآن مجید ہی تمام وجوہ اختلافات کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور کوئی دوسری کتاب نہیں۔ جو وجوہ اختلافات کا فیصلہ کرنے والی ہو۔ اور فرماتا ہے قل ان ھدی اللہ ھو الھدیٰ اور واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا کہ اصل ہدایت کا ذریعہ ہی قرآن مجید ہے۔ اور اے لوگو! تم مضبوطی سے قرآن مجید کو پکڑ لو۔ یہی ایک ذریعہ ہے۔ جس سے تم اختلافات سے بچ سکتے ہو۔ پھر فرماتا ہے انزل الکتاب بالحق والمیزان کہ قرآن مجید حق اور میزان ہے یعنی خود بھی سچا ہے اور سچ کی شناخت کیلئے محک بھی ہے۔ اور فرماتا ہے انہ لقول فصل کہ قرآن مجید ہی حکم ہے اور قول فصل ہے اور حق اور باطل کی شناخت کیلئے فرقان ہے۔ اور ایک دوسری جگہ فرماتا ہے فبعث اللہ النّبیّین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ (بقرہ) کہ اگر کوئی چیز دنیا میں اختلافات کا فیصلہ کر سکتی ہے تو وہ الہامی کتاب ہی ہو سکتی ہے پس جب خود قرآن مجید اپنے آپکو حَکَم اور قول فصل اور اختلافات کا فیصلہ کرنیوالا قرار دیتا ہے۔ تو کوئی نہیں جو قرآن مجید کی اس شان کو اس سے چھین سکے۔ اور اس کو قول فصل تسلیم نہ کرے۔ مومن کی شان سے یہ نہایت ہی بعید ہے۔ کہ وہ ایسی آیات صریحہ پر ایمان نہ لائے۔ اور اگر لائے بھی۔ تو لفظی ایمان ہو۔ جس کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کہ اس پر عمل نہ کیا جائے۔

علاوہ ازیں قرآن مجید نے جس قدر اپنے محامد اور کمالات بیان کئے ہیں۔ ان پر غور و فکر کرنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے اپنے آپکو اپنے ماسوا کی تصحیح کیلئے محک ٹھیرایا ہے اور ہر ایک چیز پر قاضی و مقدم اور حَکَم ہونیکا دعویٰ کیا ہے۔ ملاحظہ ہوں آیات ذیل :-

فیھا کتب قیمۃ (تمام صداقتوں پر مشتمل ہے) فصلناہ علی علم (وہ مفصل کتاب ہے) یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام (وہ لوگوں کو ہدایت دیتا ہے جو خدا تعالیٰ کی رضامندی اور دار السلام کے طالب ہیں) لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ (باطل اس کی طرف کسی طور سے راہ نہیں پا سکتا) انّ ھٰذا القراٰن یھدی للتی ھی اقوم (سب سے زیادہ سیدھی راہ بتلاتا ہے) انہ لحق الیقین (حق الیقین ہے اس میں ظن اور شک کی کوئی جگہ نہیں) حکمۃ بالغۃ (حکمت بالغہ ہے) تبیاناً لکل شیءٍ (اس میں ہر ایک چیز کا بیان ہے) ھدًی للنّاس وبینات من الھدیٰ والفرقان (لوگوں کیلئے ہدایت ہے اور ہدایتوں کی اس میں تفصیل ہے اور حق اور باطل میں فرق کرتا ہے)

پس جبکہ خود خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کے سر پر قاضی اور مقدم ہونیکا تاج رکھا ہے۔ تو کون ہے جو اس کے سر سے وہ تاج جسے خداوند تعالیٰ نے اس کے سر پر رکھا ہے اُتار سکے۔ اور جبکہ اسی کو ہی میزان و فرقان اور قول فصل کا لقب عطا کیا ہے۔ تو کون ہے؟ جو اس سے یہ شان چھین سکے۔ اور اس کے غیر کو دے سکے۔ اگر کوئی شخص حدیث کے سر پر یہ تاج رکھتا ہے۔ اور وہ کام جو قرآن مجید کا ہے۔ اس کو چھین کر حدیث کو دیتا ہے۔ تو وہ سخت غلطی کا مرتکب ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ اپنے ایمان کی فکر کرے کیونکہ جس حالت میں یہ خدا کا کام ہے تو کوئی نہیں۔ جو اس پر اعتراض کر سکے۔ اور اس کے آگے دم مار سکے۔ وما علینا الا البلاغ۔

الدلیل الرابع } قرآن مجید کو دیکھنے کے علاوہ حدیث شریف کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اس بارہ میں کیا دعویٰ رکھتی ہے۔ کیا وہ قاضی اور حَکَم ہونے کی حیثیت کا دعویٰ کرتی ہے۔ یا قرآن مجید کو ہی یہ حیثیت دیتی ہے۔ تو حدیث کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ہرگز اس بات کی مدعی نہیں۔ بلکہ سراسر تحکمانہ طور پر اس کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے۔ اور اس کو خواہ مخواہ مقدم قرار دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہوں احادیث ذیل :-

الحدیث الاوّل :- عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرضوا حدیثی علی کتاب اللہ فان وافقہ فھو منی وانا قلتہ رواہ الطبرانی[1]

---

[1] کنز العمال جلد اوّل ص ۴۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری حدیث کو قرآن مجید پر پیش کر لیا کرو۔ اگر وہ قرآن مجید کے موافق ہو تب وہ میری حدیث ہے۔ اور میں نے اُسے کہا ہے۔

الحدیث الثانی:۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الا ان رحی الاسلام دائرۃ قیل فکیف نصنع یا رسول اللہ قال اعرضوا حدیثی علی الکتاب فما وافقہ فھو منی وانا قلتہ۔ رواہ الطبرانی وسمویہ عن ثوبان [۱]

یعنی طبرانی اور سمویہ نے حضرت ثوبانؓ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اسلام کی حالت بدل جائیگی۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر ہم اسوقت کیا کریں۔ تو آپؐ نے فرمایا۔ میری حدیث کو قرآن مجید پر پیش کرو۔ اگر وہ اس کے موافق ہو۔ تب وہ حدیث میری ہے اور اُسے میں نے ہی کہا ہے۔

الحدیث الثالث:۔ سیکون عنی رواۃ یروون الحدیث فاعرضوہ علی القرآن فان وافق القرآن فخذوھا والا فدعوھا۔ رواہ ابن عساکر عن علی [۲]

یعنی ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عنقریب بعض راوی میرا نام لیکر احادیث بیان کرینگے۔ ان کا معیار صحت یہ ہے۔ کہ اس حدیث کو قرآن شریف پر پیش کرو۔ اگر وہ قرآن شریف کے مطابق ہو۔ تو اسے لے لو ورنہ ترک کردو۔

یہ روایات نہ صرف کتب احادیث اہل سُنّت میں ہی پائی جاتی ہیں بلکہ کتب احادیث شیعہ میں بھی ایسی روایات پائی جاتی ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

(۱) عن ابی عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان علی کل حق حقیقۃ وعلی کل صواب نوراً فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف کتاب اللہ فدعوہ رواہ الکلینی فی باب الاخذ بالسنۃ وشواھد الکتاب [۳]

یعنی ابو عبد اللہ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا۔ کہ ہر ایک حق بات کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ اور ہر نیکی پر نور ملتا ہے۔ لیکن جو حدیث کتاب اللہ کے موافق ہو۔ اس کو لے لو۔ اور جو اس کے مخالف ہو اس کو چھوڑ دو۔

(۲) عن ایوب ابن الحر قال سمعت ابا عبد اللہ یقول کل شیئ مردود الی الکتاب

---

[۱] کنز العمال جلد اوّل ص۵ [۲] کنز العمال جلد اوّل ص۵ [۳] کافی کلینی ص۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

والسنة وکل حدیث لایوافق کتاب اللہ فھو زخرف رواہ الکلینی فی باب الفرق بین الرسول والنبی والمحدث ؎

ترجمہ - ایوب بن حر کہتا ہے۔ کہ میں نے عبداللہ سے سُنا ہے کہ ہر چیز کو کتاب اللہ اور سُنّت پر پیش کرو۔ اور ہر وہ حدیث جو کتاب اللہ کے موافق نہیں وہ جھوٹی ہے۔

پس جب احادیث خود کہتی ہیں۔ کہ ہم پر قرآن مجید قاضی ہے۔ اور قرآن مجید ہی ہمارے لئے معیار صحت ہے۔ اور ہم میں سے جس کی نسبت قرآن مجید کہدے۔ کہ یہ صحیح ہے۔ وہی صحیح ہوگی۔ تو کس طرح حدیث کو وہ حیثیت دی جاسکتی ہے۔ جس کی وہ خود مدعی نہیں۔

الدلیل الخامس صحابہ کرامؓ کا عمل ہم کو یہ بتاتا ہے۔ کہ وہ احادیث کی صحت کے لئے قرآن مجید کو معیار ٹھیراتے تھے۔ اور قرآن مجید کو احادیث پر مقدم و قاضی سمجھتے تھے۔ مثلاً حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک عورت فاطمہ بنت قیس آئی۔ اور اس نے بیان کیا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا۔ کہ مطلقہ عورت کے واسطے نان و نفقہ اور سکنیٰ کوئی نہیں۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ کہ میں ایک عورت کے بیان پر قرآن مجید کے حکم کو نہیں بدل سکتا۔ اور پھر حضرت عمرؓ کا قول حسبنا کتاب اللہ اور بعض روایات کی رُو سے حسبکم کتاب اللہ تمام کتب احادیث میں موجود ہے۔ اور یہ آپؓ نے اس وقت فرمایا۔ جبکہ تمام صحابہ کرامؓ آنحضرت صلعم کے وقت کے موجود تھے۔ اگر باقی صحابہؓ اس بات سے متفق نہ ہوتے تو ضرور وہ سب کے سب بول پڑتے۔ کہ نہیں تم غلط کہتے ہو۔ کیونکہ وہ بزدل نہ تھے۔ بلکہ دلیر اور بہادر تھے۔ اور وہ ہر ایک بات جس کو وہ صحیح سمجھتے تھے اس کو کہنے سے باز نہیں رہتے تھے۔ جیسا کہ کتب احادیث میں اس قسم کے واقعات موجود ہیں۔

پس کسی صحابی کا بھی "حسبکم کتاب اللہ" سے انکار نہ کرنا اس امر پر صریح دلیل ہے۔ کہ تمام صحابہؓ کا بھی یہی مذہب تھا۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق صحیح مُسلم میں بھی آتا ہے۔ کہ ایک شخص نے ان کے پاس بیان کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان المیت لیعذب ببکاء اھلہ یعنی میت کو قبر میں اگر اس کے اہل اس پر روئیں تو عذاب دیا جاتا ہے۔ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ خود خدا تعالیٰ قرآن مجید

؎ کافی کلینی صـ۸۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں فرماتا ہے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ پھر عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق لکھا ہے کہ سب سے پہلے آپؓ حدیث کو قرآن مجید پر پیش کر لیتیں۔

پس ان دلائل خمسہ سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ قرآن مجید ہی مقدم ہے۔ اور وہی احادیث پر قاضی ہے۔ اور کسی حدیث کی صحت ثابت نہیں ہو سکتی جب تک کہ خود قرآن مجید اسے صحیح قرار نہ دے۔ وھو المراد ٭

یہ بات بالکل صحیح ہے کہ اُن حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اسلام کی اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے اُن ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا گویا اسلام نور علیٰ نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن اور سُنت کیلئے گواہ کی طرح کھڑی ہو گئیں اور اسلام کے بہت سے فرقے جو بعد میں پیدا ہو گئے اُن میں سے سچے فرقے کو احادیث صحیحہ سے بہت فائدہ پہنچا۔ پس مذہب اسلم یہی ہے کہ نہ تو اس زمانہ کے اہل حدیث کی طرح حدیثوں کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ قرآن پر وہ مقدم ہیں اور نیز اگر ان کے قصے صریح قرآن کے بیانات سے مخالف پڑیں تو ایسا نہ کریں کہ حدیثوں کے قصوں کو قرآن پر ترجیح دی جاوے اور قرآن کو چھوڑ دیا جائے اور نہ حدیثوں کو عبداللہ چکڑالوی کی طرح محض لغو اور باطل ٹھیرایا جائے بلکہ چاہیئے کہ قرآن اور سُنت کو حدیثوں پر قاضی سمجھا جائے۔ اور جو حدیث قرآن اور سُنت کے مخالف نہ ہو اس کو بسر و چشم قبول کیا جائے یہی صراط مستقیم ہے مبارک وہ جو اس کے پابند ہوتے ہیں۔ نہایت بدقسمت اور نادان وہ شخص ہے۔ جو بغیر لحاظ اس قاعدہ کے حدیثوں کا انکار کرتا ہے۔

ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سُنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اسکو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سُنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خدا داد اجتہاد سے کام لیں لیکن ہوشیار رہیں کہ مولوی عبداللہ چکڑالوی کی طرح بے وجہ احادیث سے انکار نہ کریں ہاں جہاں قرآن اور سُنت سے کسی حدیث کو معارض پائیں تو اس حدیث کو چھوڑ دیں۔ یاد رکھیں کہ ہماری جماعت بہ نسبت عبداللہ کے اہل حدیث سے اقرب ہے اور عبداللہ چکڑالوی کے بیہودہ خیالات سے ہمیں کچھ بھی مناسبت نہیں ہر ایک جو ہماری جماعت میں ہے اُسے چاہیئے کہ وہ عبداللہ چکڑالوی کے عقیدوں سے جو حدیثوں کی نسبت وہ رکھتا ہے بدل متنفر اور بیزار ہو اور ایسے لوگوں کی صحبت سے حتی الوسع نفرت رکھیں کہ یہ دوسرے مخالفوں کی نسبت زیادہ برباد شدہ فرقہ ہے اور چاہیئے کہ نہ وہ مولوی محمد حسین کے گروہ کی طرح حدیث کے بارہ میں افراط کی طرف جھکیں اور نہ عبداللہ کی طرح تفریط کی طرف مائل ہوں بلکہ اس بارہ میں وسط کا طریق اپنا مذہب سمجھ لیں یعنی نہ تو ایسے طور سے بکلی حدیثوں کو اپنا قبلہ و کعبہ قرار دیدیں جس سے قرآن متروک اور مہجور کی طرح ہو جائے اور نہ ایسے طور سے ان حدیثوں کو معطل اور لغو قرار دیدیں جن سے احادیث نبویہ بکلی ضائع ہو جائیں (مسیح موعود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتاب دستور الارتقاء چھپ رہی ہے :- یہ سورۃ بنی اسرائیل کی ایک لطیف تفسیر ہے۔ جو خاص مشیت الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اور خاکسار کے قبول احمدیت اور روحانی انقلاب کا باعث بھی دراصل یہی تصنیف ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا زندہ اور تازہ ثبوت اور چمکتا ہوا ہے۔ دوران تالیف میں بعض معضلات تفسیر اور مشکل مقام کا حل احقر نے رؤیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے براہ راست حاصل کیا۔ چونکہ کتاب کا موضوع بنی اسرائیل کی تفسیر ہے۔ اور سورۃ بنی اسرائیل کا موضوع اُمت مسلمہ کا دستور ارتقاء ہے اس مناسبت سے کتاب کا نام بھی یہی رکھا گیا۔ سورۃ کے مضامین کو چھ حصوں پر تقسیم کرکے ہر حصہ کو ایک علیحدہ باب کے عنوان سے بترتیب ذیل قرار دیا گیا۔

باب اوّل نظارۂ ارتقاء۔ باب دوم شرائط ترقی۔ باب سوم دستور ترقی۔ باب چہارم اجوبہ شبہات دربارۂ قانون ارتقاء۔ باب پنجم سیاسی تدابیر اور ان کے جوابات۔ باب ششم خاتمہ سورۃ جس میں اُمت مسلمہ کے حالات کا انطباق بنی اسرائیل کے حالات پر کیا گیا ہے۔ کتاب کی ابتداء میں چند ایک تمہیدی اصول بھی درج کیے گئے ہیں جو قرآن حکیم کا مطالعہ کرنیوالے کو اسکی تفسیر و فہم مطالب میں ممد معاون ہو سکتے ہیں۔ جن میں سے بعض کے عنوان ذیل ہیں۔ قرآن مجید کا موضوع کیا ہے۔ علم القرآن کی تقسیم باعتبار مدارج معرفت۔ قرآن حکیم کے حل معانی اور شرح و تفسیر کے مختلف طریقے۔ قرآن مجید کی آیات اور سورتوں کے نظم و نسق اور وجوہ ربط پیدا کرنے کے متعلق قاعدہ کلیہ۔ فرقان حمید کی ہر سورۃ کا ایک خاص موضوع اور موضوع سورۃ کے معلوم کرنیکا طریقہ۔

سورۃ کے تفسیری مضامین لکھنے سے پہلے شروع قرآن یعنی سورۃ فاتحہ سے لیکر سورۃ بنی اسرائیل تک کی تمام سورتوں کا خلاصہ مضمون بھی دیدیا ہے تاکہ تسلسل مضمون اور حسن نظم و ارتباط قرآن بخوبی ذہن نشین ہو سکے اور خاتمہ کتاب پر سورۃ بنی اسرائیل کے بعد کی چار سورتوں (از سورۃ کہف تا سورۃ حج) پر بھی سرسری طور پر خلاصہ مضمون دیدیا گیا ہے تاکہ سورۃ اسراء کا ربط سُوَر ماقبل کی طرح مابعد کے ساتھ بھی واضح طور پر دکھایا جا سکے۔ گویا نصف حصہ قرآن مجید کا خلاصہ مضمون اس میں آچکا ہے۔ اسکے علاوہ اس کتاب میں بعض مضامین جدت و ندرت کے اعتبار سے ایک نئے اسلوب اور عجیب رنگ میں بیان ہوئے ہیں اور یہ درحقیقت سلسلہ حقہ کی برکات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روحانی افاضات ہیں۔ مثلاً مقام محمود کی لطیف تفسیر۔ اور یسئلونک عن الروح میں روح کی تفسیر اور اس کے بارہ میں مفسرین کے مختلف اقوال کی تنقید۔ اور یہ کہ روح کا سوال کیوں کیا گیا۔

اور الشجرۃ الملعونۃ فی القرآن کی نادر تفسیر۔ اور سورۃ معارج کی آیت فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ کی بصیرت افزا تفسیر حشر اجساد و بعث بعد الموت و نفخ صور کی حقانیت پر زبردست عقلی و علمی دلائل و شواہد شفاعت کبریٰ کی حقیقت کی وضاحت۔ تردید آلہۂ دیا طلہ پر فیصلہ کن دلائل و براہین۔

کتاب کو سلسلہ کے ایک عالم کی نظر ثانی اور حضرت ناظر صاحب تصنیف و تالیف کی منظوری کے بعد شائع کی گئی ہے۔

مضامین کتاب کے چند اقتباسات ریویو کے مختلف پرچوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ جنہیں غالباً ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہونگے۔ ان مضامین کو اکثر احباب نے بہت پسند کیا۔ اور بعض نے خواہش کی کہ ان مضامین کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے اور بعض نے تو یہاں تک اخلاص و محبت کا اظہار کیا کہ وہ انہیں اپنے خرچ پر شائع کرنیکے لئے تیار ہو گئے۔ میں ان سب احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے جذبہ اخلاص و مودت کے صلہ کا اللہ تعالیٰ سے خواستگار ہوں۔ اللّٰھم زد فزد۔ کتاب زیر طباعت ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ مجلس مشاورت پر تیار ہو جائیگی۔ اس کی کتابت و طباعت کی عمدگی کا خاص اہتمام کیا جا رہا ہے۔ کاغذ دو قسم کا لگایا گیا ہے۔ سفید ڈمی و سری رائل سوری۔ نمبر اوّل کی قیمت ۱۲؎ مجلد عہ نمبر دوم کی قیمت ۱۲؎ غیر مجلد عہ ہر کتاب کی قیمت رفاہ عام کی خاطر بہت کم رکھی گئی ہے۔ کتاب ریویو اردو کے سائز پر تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔

ملنے کا پتہ حکیم عبد اللطیف گجراتی منیجر کتب خانہ ایشیائی قادیان ضلع گورداسپور

خاکسار عبد اللطیف عفی عنہ (مصنف کتاب دستور الارتقاء تفسیر سورۃ الاسراء) مدرس گورنمنٹ ہائی سکول خانپور ریاست بہاولپور

ریویو آف ریلیجنز اردو ۔ قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۵ اپریل ۱۹۳۵ء ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن) لمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور و لاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR (REGD)

اسٹار ٹریڈ مارک

گھر گھر میں بچوں کی یہی ضد ہے

ہم تو یہی پئیں گے

REGD

لال شربت

(لال شربت)

اس کے استعمال سے بچوں کی ہڈی مضبوط جسم قوی اور خون گاڑھا ہوتا ہے۔ گود کے بچوں کو پلانے سے بچے ہمیشہ پھرتیلے اور خوش رہتے ہیں میٹھا اور خوش ذائقہ ہونے کی وجہ سے بچے بڑے شوق سے پیتے ہیں۔ پرسوتی کی نقاہت اور ان میں دودھ کی کمی کو دور کرنے میں یہ بے مثل ہے۔

قیمت فی شیشی ۱۳؍ تیرہ آنہ

ڈاک محصول دس آنہ ۱۰؍ نمونہ کی شیشی کی قیمت دو آنہ جو صرف ایجنٹوں سے مل سکتی ہے۔

ڈابر جیون پراس اولیہ

(کلیجہ، پھیپھڑہ و جسم کی نقاہت کے لئے مثل آب حیات رسائن)

اس میں اشٹ برگ کی دوائیں ملی ہیں اور آیورویدشاستر کے مطابق بنا ہے۔ بیمار اور تندرست سب کے لئے یکساں مفید ہے۔ کھانے میں خوش ذائقہ ہے۔ متواتر اس کے استعمال سے عمر دراز ہوتی ہے۔ اور کسی قسم کی بیماری ہونے کا خوف نہیں رہتا۔

قیمت ایک ½ پاؤ سیر ۲۰ خوراک ایک روپیہ ۸ آنہ۔ ڈاک محصول ۱۴؍ چودہ آنہ

ڈابر جنتری ۱۹۳۵ء بلا قیمت مفت منگا کر ملاحظہ کیجئے

نوٹ:۔ سب جگہ ملتی ہیں دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ:۔ گورداسپور کے ایجنٹ شیخ محمد وارث مرچنٹ۔

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاءالاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپکر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا)